مؤلف

ضمیمہ تاریخ عرب الہند

ہندوستان میں راجگان اہل ہنود کا سلسلہ اسلام سے مشرف ہونے کا زیادہ تر خواجہ معین الدین اجمیری حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ سے سنہ ۵۶۱ ہجری سے شروع ہوا جب آپ حضرات حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہری حکم روضہ مبارک سے لے کر تشریف لائے۔ آپ کی تاریخ ولادت سنہ ۵۳۷ھ ہوئی ہے۔ اسی طرح سنجر میں آپ تولد ہوئے۔ اور آپ کی بیعت حضرت شاہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ نے ہندوستان میں تشریف لا کر ہندوستان کی تیرہ خاک یعنی سیاہ مٹی کو نورِ اسلام سے منور کر دیا۔ ہزاروں بے ایمان نورِ ایمان سے مشرف ہو کر عالمِ جاودانی کو روانہ ہوئیں۔ اور خداوند کریم کی درگاہ میں سرخرو ہو کر حاضر ہوئیں۔ چنانچہ آپ کے خلیفہ اوّل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی ثم الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہزارہا قوموں کو مشرف بہ اسلام کیا۔

خواجہ قطب الدین صاحب کے خلیفہ اعظم السالکین زبدۃ العارفین شمس الواصلین شیخ کبیر حضرت بابا فرید الدین مسعود شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ اس منصبِ اعلیٰ پر متقرر ہوئے۔ پنجاب کے مسلمانوں کا بالعموم اور منجملہ بہت سی قوموں کے خاص کر ٹوانہ قوم کا سر بالخصوص آپ کے بارِ احسان بے پایان سے سبکدوش نہ ہو سکیگا۔

آپ سنہ ۵۶۹ ہجری میں پیدا ہوئے اور سنہ ۶۶۴ ہجری میں اس دارِ فانی سے سفر کیا۔ ہزارہا مخلوق اللہ کو فیضِ اسلام سے سیراب کیا۔

آپ کی تاریخ وفات بقول راوی صحیح اور درست ہے۔ بملاحظہ دیگر تواریخوں کے ایسے صاحبان تواریخ کا پڑھنا سُننا اور سمجھنا بے علم اور بے عقل آدمی کا کام نہیں ہے۔ تواریخ وہ ہوتی ہے جس کی تاریخ ابتدا و خاتمہ بھی باثبوت ہووے۔ ورنہ اردو لکھنا پڑھنا ہر ایک انسان کرسکتا ہے۔

قوم ٹوانہ کے مورث اعلیٰ راجہ رائے ہیلو ۶۳۷ سنہ ہجری مطابق ۱۲۴۰ سنہ ء بمقام اجودھن میں مشرف باسلام ہوئے۔ اور سلسلہ چشتیا خاندان میں باقرید الدین شکر گنج کی بیعت اختیار کی۔ اور عشق صادق میں داخل ہوکر عاشق اولیاء اللہ کے ہوئے۔ جنہوں نے فرمایا کہ تمہاری پُشت سے بڑے بڑے نواب اور رئیس اعظم اور ملک میں مشہور و معروف بہادر دلیر جوانمرد ہونگے۔ جو ملک پنجاب کے رئیس اعظم مانے جائینگے راجہ رائے ہیلو اس فرمانِ اولیاء اللہ سے اور بھی زیادہ خوش ہوا اور تمام آل اولاد کو مشرف باسلام کیا۔ مگر ایک بیٹا راجہ لکھو نہ اسلام لایا۔ اور اپنے نانا کے پاس جو مالوہ کا راجہ تھا چلا گیا۔ ان کی اولاد علاقہ پٹیالہ میں موجود ہے۔

باقرید الدین شکر گنج کے وصال کے بعد رائے ہیلو حضرت سلطان حاجی بدنبار کے دربار میں حاضر ہوا۔ اور وہیں ۶۷۶ سنہ ہجری مطابق ۱۲۵۱ سنہ ء مدفون ہوئے۔ اور اُس کی اولاد کل ٹوانہ وہیں رہی۔ اور بعد ٹوانہ ایک مقام علاقہ داگھورا یا میں اپنا قیام کیا۔

اس کے بعد ۱۲۷۲ سنہ ء میں راجہ مل سردار مقرر ہوا۔ اور اپنے باپ اور دادا کے ملک دندہ اور تھل پر قابض ہوگیا۔ اور آبادئ ملک و اصلاح قوم و رعایا کے لئے متعین ہوکر مقام دریا خان اور ایدوگر کے علاقہ میں خود نگرانی کرنے کا بندوبست کیا۔ اور علاقہ

ڈنڈہ کی طرف اپنے برادر خورد موّرخ کو تعینات کیا۔ جو کُنڈیاں۔ واں اور
کیبلا کی اطراف میں رہکر عمدہ لیاقت اور بہادری سے حکمران رہا اور
پہاڑی اعوانوں اور عیسےٰ خیل پٹھانوں سے کئی مقابلوں میں فتح مند
ہُوا۔ کچھ عرصہ تک تو اپنے بھائی رائے مل کے زیر حکومت عمدگی سے حکومت
کرتا رہا۔ مگر آخر الامر آزاد حکومت کے باعث اور بد صلاح مشیروں کے
دھوکے میں آکر بھائی سے باغی ہوگیا۔ اور ڈنڈہ میں خود مختار سردار بن
بیٹھا۔ راجہ مل نے اس پر چڑھائی کی اور غالب آیا۔ موّرخ کو شکست
فاش ہوئی۔ چنانچہ وہ بھائی کے خوف سے فرار ہوکر پہاڑوں میں چلا گیا
اور وہاں پہنچکر ایک پنڈ اپنے فرزند گھیبہ کے نام پر آباد کیا۔ جو پنڈی
گھیبہ کے نام سے مشہور ہؤا۔ اس گھیبا کی اولاد میں سے پنڈی گھیبہ کے
گھیبے مشہور ہیں۔ اور سیال بھی اسی قوم ٹوانہ کی شاخ سے ہیں چنانچہ
پنجاب اور خاص کر ضلع شاہ پور میں ستر (۷۰) قوم ٹوانہ کی ہوگئی۔ اور بتیالیس (۴۲)
قوم سیالوں کی اور چونتیس (۳۴) قوم گھیبا کی شاخیں ہوگئیں۔ یہ کل ٹوانے
ہیں۔ اور راجپوت ہیں جیسے ایک ایک قوم اعوان۔ کھوکھر وغیرہ ہیں اور
شاخیں بہت ہیں۔ اگر راجپوت قوم کا شجرہ جمع کیا جاوے۔ تو دوسری
قومیں ان کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔

رائے مل کے بعد اس کا بیٹا ملک پیرو ایک قلیل عرصہ تک اپنے باپ
دادا کی وراثت پر قابض رہا۔ اس کے بعد اُس کا فرزند رائے اُود اپنے
والد کے ملک پر قابض ہوگیا۔ اس کے بعد سردار شہزادہ مالک ملک ہؤا
اور ٹوانہ قوم تمام ضلع میں پھیل گئی

اس کے بعد اس کا بیٹا رائے مالھا سردار مقرر ہؤا۔ جس کے نام
کے تالاب اور چھپنب اب تک مشہور چلے آتے ہیں۔ جو ضلع شاہ پور سے
شمال کی طرف اور واں بھچراں سے شمال مشرق کی طرف چھپنب مالھو والا

ابھی موجود ہے جس کے کنارہ کے نشان اب بھی بہت اونچے ہیں۔ گویا آسمان سے باتیں کرتے ہیں۔

ایک اور شہر ضلع جھنگ ماہیانہ میں ٹھٹھا ماہلا کے نام سے مشہور ہے جو راجہ ماہلا کے فرزند ارجمند ملک خان ملک نے اپنے باپ دادا کے نام پر یہ شہر آباد کیا۔ چونکہ سردار خان ملک خان سردار جلال خان سے عمر میں بڑا تھا۔ اسواسطے صاحب دستار بن کر اپنے دادا ماہلا کا نشان قوم پر عائد رکھا۔ اور جب تک میں رہے صاحب اقبال اور زبردست رہے۔ اور ماہل ٹوانہ کے خطاب سے اپنی قوم کو روشن کرتے رہے۔ زبر خان ٹھٹھا ماہلا سے واپس آکر مقام جھبیل میں اپنی برادری ٹوانہ کے ساتھ مل گیا۔

اس زمانہ میں ملک میر عالی خان نے او کھلی موہلہ سے شمال کی طرف ایک جنگل میں منگل بنایا ہوا تھا۔ یہ زمانہ ظہیر الدین بابر کی آمد کا تھا۔ جس کی تاریخ ریاستی سنہ ۱۸۲۹ء ہے۔ اور اب بھی جھبیر والی والا بولا جاتا ہے۔ اس زمانہ کے جائے قیام پر صرف ٹوانہ قوم کا نام ہے۔ ورنہ تسلط چھوڑ کر جھبیل سے مٹھہ ٹوانہ آباد کیا۔ جس کے موجب ملک داؤ خان اور دیگر ملک زبر خان وغیرہ ہیں۔

میٹھا پانی نکلنے پر یک لخت کل قوم ٹوانہ نے ارد گرد سے جمع ہو کر مٹھہ ٹوانہ کو اپنا مسکن بنایا۔ اور ارد گرد کے نواح سب رعیت اور تابعدار رہے اور ملکیت اور قبضہ قوم ٹوانہ کا رہا۔ اور مٹھہ ٹوانہ کا پانی دہلی تک پہنچایا گیا۔ اور شہر نے بھی ایسا نام پایا کہ لندن تک مشہور ہے۔ اور رائے میلو کی اولاد آج کل بھی سر جرنل اور سر کرنل اور کپتان اور کپتان میجر ہیں۔

تمغہ جات اور معافی معاملہ۔ انعام خوار پشت بہ پشت چلے آتے ہیں۔ اصل مطلب یہ ہے کہ ظہیر الدین بابر بادشاہ خاندان مغلیہ کا بانی ہوا ہے۔ جو امیر تیمور

گورگاں کی چھٹی پُشت سے تھا۔ اور تین سو اکتالیس (۳۴۱) سال پُشت بہ پُشت ان کی بادشاہی چلتی رہی۔ اور ملک میں نیک نام رہے۔ سترہ بادشاہ دہلی اور لاہور کی حکومت پر رہے۔ تین سو اکتالیس سال بادشاہی کی۔ سکھ مذہب کے بانی گورو نانک صاحب اِسی زمانہ میں ہوئے ہیں۔

اس کے بعد ہمایوں اس کے بعد اس کا بیٹا جلال الدین اکبر۔ اس کے بعد نور الدین جہانگیر بادشاہ۔ اس کے بعد شہاب الدین محمد شاہ جہاں۔ اُسکے بعد محی الدین اورنگ زیب۔ (سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی کے زمانہ میں ہوئے ہیں) ۔ اس کے بعد محمد اعظم جہاندار شاہ۔ فرخ سیر۔ رفیع الدرجات رفیع الدولہ۔ روشن اختر محمد شاہ۔ احمد شاہ۔ عالمگیر ثانی۔ عالی گوہر شاہ عالم۔ معین الدین اکبر ثانی۔ سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ۔

یہ بادشاہ قوم کے مغل تھے۔ ان میں اکبر بادشاہ سے لے کر محی الدین اورنگ زیب تک جو چار بادشاہ گذرے ہیں۔ دنیا بھر کے بہت بڑے بادشاہوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ۱۷۴۸ء میں محمد شاہ کی وفات پر اس کا بیٹا احمد شاہ بادشاہ بنا۔ اس کے عہد میں احمد شاہ ابدالی آیا۔ اور پنجاب پر دو حملے کئے۔ اس سے پہلے ۱۷۳۷ء میں نادر شاہ بادشاہ مارا گیا تھا۔ اس کے بعد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ ہوا جس پر خاندان مغلیہ کا خاتمہ ہوا۔ اور ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے اس پر حملہ کیا۔ اور اُس کو جلاوطن کر کے رنگون بھیجا گیا۔ اور وہ وہیں فوت ہوا۔

۱۸۳۰ء سے پہلے رنجیت سنگھ نے اپنا تسلط پنجاب پر کر لیا۔ کابل میں درمیان اولاد احمد شاہ فساد برپا ہوا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے لیئے یہ عمدہ موقعہ تھا چنانچہ وہ پنجاب کا خودمختار والئے ملک بن بیٹھا۔ جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کا زمانہ تھا۔ راجہ ماہلہ کی تواریخ کی رُو سے ملک خدا یار خان اور ملک احمد یار خان اور ملک خان اور خان بیگ

اور یاہل ٹوانہ سے ملک علاول کی اولاد ملک درگاہی خان اور دلیل خان کا زمانہ تھا کہ یک بیک ملک خدا یار کے گھر سے ملک فتح خان منظور نظر سکھوں کے ہو گیا۔ اور ملک خنجر خان اور ملک محمود خان اور ملک کبیر خان مٹھہ ٹوانہ کی حفاظت اور ساہی وال اور خوشاب اور دیگر علاقہ جات کی روکاوٹ کے واسطے نہایت بہادر دلیر اور شیر افگن ہوئے ہیں۔

اقوام یاہل ٹوانے قدیم سے مٹھہ ٹوانہ کے محافظ۔ بہادر اور گرد و نواح کے شہروں کے فاتح باجبر ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس موجودہ وقت میں بھی یاہل ٹوانہ اور چاہل ٹوانہ دوسری ٹوانہ قوم کی نسبت زیادہ بہادر اور دلیر ہیں۔

عہد سلطنت شہنشاہ جہانگیر میں ۱۶۱۵ء کو جیمز اول شاہ انگلستان کی طرف سے ایک لائق انگریز طامس رو دربار دہلی میں سفیر ہو کر آیا۔ جس کی سعی اور اعلیٰ لیاقت سے ہندوستان میں انگریزی تجارت بہت ترقی کر گئی۔

نظام الملک صوبہ دار حیدر آباد دکن اور بنگال۔ بہار وغیرہ کے راجگان اہل ہنود خود سر ہو گئے۔ اور اپنے اپنے صوبوں کو دبا بیٹھے۔

۱۸۰۶ء میں سر چارلس مٹکاف انگریزوں کی طرف سے سفیر بن کر لاہور میں آیا۔ انگریزوں اور مہاراجہ کے درمیان ایک عہد نامہ قرار پایا۔ کہ دریائے ستلج کے پار شرقی کنارے سے راجے کا واسطہ نہ ہوگا۔

رنجیت سنگھ نے بصورت خود مختاری چالیس ۴۰ سال تک لاہور میں صوبہ پنجاب پر فرمانروائی کی۔ آخر کار ۱۸۳۷ء میں فوت ہوا۔ اس کے بعد ۱۸۴۹ء تک سکھوں میں نہایت تزلزل کی حالت میں حکومت رہی ۱۸۴۵ء سے ۱۸۴۹ء تک مابین انگریزوں اور سکھوں کے جنگ ہوتی رہی۔ اور سر منٹو گاف نے سپہ سالار فوج ہو کر سکھوں کو مدد کی۔ فیروز پور۔ مچھیرو۔ علی وال۔ اور پھر ملتان۔ چیلیانوالہ اور گجرات پر

شکستیں دیں۔ آخر ۱۸۴۹ء میں گجرات پر انہیں کامل زک ہوئی۔ اور اُن کی فوج کا خاتمہ ہوا۔ مہاراجہ دلیپ سنگھ کو لنڈن میں جلا وطن کیا گیا۔ اور پنجاب پر سرکار انگلشیہ کا تسلط ہو گیا۔

۱۸۴۵ء میں ایک حملہ سکھوں نے نہایت زور سے مٹھہ ٹوانہ پر کیا اور نہایت خونریز لڑائی ہوئی۔ ملک فتح خان ٹوانہ المعروف موننیاں والا نہایت بہادری اور جوانمردی سے مقابلہ کرتا رہا۔ اور ملک احمد یار خان اور ملک صاحب خان فرول نے نہایت زور سے تلوار اور نیزہ کا مقابلہ کیا۔

ملک بہاڑا ماہل ٹوانہ اُس دن ایسا لڑا کہ مخلوقات نے واہ وا کا شور مچایا تمام ماہل ٹوانے نہایت بہادری سے لڑے۔ ملک محمود خان اور خنجر خان اور ملک اکبر خان نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔

ایک کلیری مسماۃ عالم خاتون کا بھائی مسجد کے دروازہ پر زخمی ہوا۔ وہ اپنے بھائی کے سر پر بہمراہی محمد یار اور ستار قلی قریشیوں کے پہنچی۔ اٹھاراں سکھوں کو عالم خاتون نے تہ تیغ کیا۔ اور سات آدمی سکھ محمد یار نے مارے۔ محمد یار اور قلی بیگ نے بڑی مردانگی کی داد دی۔ مگر جنوبی طرف سے شہری لوگ بھاگ نکلے۔ اور شہر سے نکل گئے۔

رانجھو نو ہ اوان المعروف ترکھان نے نہایت بہادری سے تلواریں ماریں مگر آخر تاب نہ لا کر ستائیس زخم تلوار کے کھا کر بھاگ نکلا۔ اور جان بچا گیا۔ ساتھ ہی ایک جھوٹی افواہ نکلی کہ ملک فتح خان نون کی حویلی میں جانے والوں کو امان ہے۔ لوگ بھاگنے سے گھبرا کر وہیں داخل ہو گئے۔ مگر بہت نقصان ہوا۔ کہ نظر بند ہو گئے۔ اور قلعہ میں قید ہو گئے۔

دوسرے دن سکھوں نے حکم دیا۔ کہ جو ناک اور داہنا بازو کاٹنے دیوے وہ قید سے رہا ہے ورنہ سر کاٹ دیا جاوے گا۔ بیچارے بہت لوگوں نے ناک اور کان جان کے خوف سے کٹوا دیئے۔ اور جان بچا لی۔ مگر ملک قطب خان

ولد کبیر خان اور ملک یار اخان چچے اور بھتیجے نے آپس میں مشورہ کیا۔ کہ ہماری قوم ہائل ٹوانہ نے ناک کان اور عزت کی خاطر تمام عمر تلواریں کھائیں۔ اور ہم نے بے عزتی کا داغ نہ کھایا۔ آج ناک کٹواکر باہر منہ دکھانا تمام قوم ٹوانہ کو دھبہ لگانا ہے۔ " اول آخر مرنا پھر مرنے سے کیا ڈرنا"۔

سکھوں کو جواب دیا۔ کہ مہاراج اجتنی زر اور دولت مانگو۔ سر بچانے کے عوض چٹی یعنی جرمانہ دیتے ہیں۔ آپ جرمانہ لے لو۔ اور معافی دو۔ انہوں نے کہا کہ بہت لوگ شرط پوری کرکے بچ گئے۔ تم بھی بچ جاؤ۔ ورنہ قید اور جرمانہ دونوں میں رہائی نہیں ہے۔ تو ملک قطب خان ٹوانہ اور یار اخان نے کہا کہ ایک اور شرط منظور کرو۔ یعنی ہم کو وضو یا تیمم کر لینے دو۔ ہم خداوند کریم کو سجدہ کرتے ہیں۔ تم اپنا مطلب پورا کر لینا۔ آخر دونوں سجدہ میں گئے۔ اور ظالموں نے تہ تیغ کرکے شہید کر ڈالا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ سر دے کر نام نیکی کے واسطے چھوڑ گئے۔

ملک خان صاحب کے زمانہ اور ملک خان بیگ خان کے زمانہ میں جو برادری اقوام ٹوانہ کے افراد بہادر اور مدبر تھے۔ انہوں نے سوچا۔ کہ ملک فتح خان کی حکومت میں رہکر ہمارے حقوق مٹھہ ٹوانہ میں حاصل نہیں ہو سکتے۔ ملک حسن کی اولاد ہموکہ میں جا کر منقیم ہوئی۔ اور ملک پہاڑا کی اولاد جوبہ میں منقیم ہوئی۔ منڈیال اور ستبیال ہڈالی میں رونق افروز ہوئے۔ اور اپنے اپنے تسلط جما لئے۔ مگر قوم ہائل ٹوانہ نے سمجھا کہ برادری چھوڑ کر دوسرے علاقہ میں تسلط کرنا عبث ہے۔ ملک میر خان اور ملک جلال خان سردار کے زمانہ سے ایک دوسرے کے قوت بازو اور شامل حال چلے آتے ہیں۔ جھبر الی والا اور کھٹہ ٹوانہ بمقام جیجہ تک اکھٹے رہے۔ اور مٹھہ ٹوانہ کی آبادی بہت قربانیاں دے کر قائم کی۔ ہر جہ باد باد۔ برادری چھوڑ کر باہر کی سرداری بھی منظور نہیں ہے۔ اکٹھی گذران کرینگے۔ اور مٹھہ ٹوانہ میں سرداری زمینداری سب برادری کیساتھ کرینگے۔

اگر ایسے پہلو اور باوا فرید صاحب کی دعا کا اثر ظاہر ہوا۔ تو مسلطہ ٹوانہ میں بھی سرداری اور جرنیلی ملجاوے گی۔ ورنہ "ہمہ یاراں دوزخ اور ہمہ یاراں بہشت" کے مصداق بن کر رل کر کھائیں گے۔ مگر قدرت کے کارخانے اور زمانہ کے انقلاب ضروری پیش آجاتے ہیں۔ اتفاق قدرت ہے ایک باپ کے دو بیٹے ہوں تو ان میں بھی جدی جائیداد کی کش مکش شروع ہو جاتی ہے۔ مگر اس ضروری امر سے کوئی ایک دوسرے کی بات کو برا نہیں مانتا۔

۱۸۵۷ء غدر ہندوستان سے واپس آتے ہی جدی جائیداد پر قوم مائل ٹوانہ اور ڈھوری ٹوانہ اور دیگر غالب برادری ٹوانہ میں کش مکش شروع ہوئی۔ اور جابران قوم نواب ملک شیر محمد خان صاحب بہادر اور نواب ملک فتح شیر خان صاحب بہادر اور ملک فتح محمد خان صاحب مائل ٹوانہ۔ اور ملک نور محمد خان اور ملک سمند خان اور ملک شیر خان کے درمیان جدی جائیداد کا جھگڑا ہو گیا۔ ملک فتح محمد خان نے دعویٰ دائر کر دیا۔ کہ جدی جائیداد بروئے حصول جائیداد و مردم شماری حق جائیداد ہمارا زیادہ ہے۔ اور نواب ملک فتح شیر خان صاحب بہادر اور نواب ملک شیر محمد خان صاحب نے بروئے سرداری دعویٰ کیا۔ کہ ہم واحد مالک ہیں۔ اور ان کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ زمینداری پیشہ رکھتے ہیں۔ اور زمیندار ہیں مگر گورنمنٹ عالیہ کی عدالت سے تمام آبادی مسلطہ ٹوانہ کو جدی وراثت کا حق مساوی ملا۔ اور سب کو اعلیٰ مالک تصور کیا گیا۔

یہ مقدمہ جائیداد ۱۸۶۵ء تک جاری رہا جس کے کاغذات ثبوت راولپنڈی۔ لاہور اور شاہپور کے دفتروں میں ابھی تک موجود ہیں۔ اور یہ فیصلے زبان زد خلائق ہیں کہ قوم مائل ٹوانہ نے نہایت محنت اور جانفشانی سے جابر اور رئیس بھائیوں سے اپنا حق جائیداد جدی اور موروثی کو تقسیم کرایا

اس فتحمندی کا سہرا ملک فتح محمد خان صاحب ولد ملک غلام محمد و ملک سلطان خان و
ملک سمند خان و ملک شیر خان کے نام چمکتا رہا۔ جنہوں نے تمام آبادی مٹھہ ٹوانہ کو غلامی
کی زنجیر سے آزاد کرا کر خود مختار بنایا۔ اور فیض عام کے لئے تکلیفیں۔ ورنہ قوم ٹوانہ
کے قومی اور بہادر سرداروں کے ساتھ ملک فتح خان صاحب کے گہرے تعلق تھے
اور شیر برادری اور حق عزت مشترکہ تھے جیسے کہاوت ہے کہ "فلانے کی تقنجوں سانجھیاں
ہیں"۔ یہ عام مشہور مسئلہ ہے کہ جب نواب شیر محمد خان فوت ہوا۔ تو وصیت کر
گیا تھا۔ کہ بغیر ملک فتح محمد خان کے میرے پردہ میں کوئی ٹوانہ نہیں جاویگا۔
اور کام خانہ داری اور انتظام برادری میں نے سب ملک فتح محمد خان اور اس کے
کنبہ کو سونپا۔ اور خداوند کریم کے سپرد کیا۔

چند دفعہ ملک صاحبان کے وکلا اور خفیہ راز کے آدمیوں نے ملک فتح محمد
خان کو کہا۔ کہ تیسرا حصہ جائیداد لے لو اور دوسری برادری کو جانے دو۔ اور تیسرے
حصے کے واحد مالک بن جاؤ۔ مگر اس نے نامنظور کیا اور کہا مجھے اپنا مالک خداوند
کریم دیوے گا۔ میں کل برادری مٹھہ ٹوانہ کی حق تلفی نہیں کرنا چاہتا۔ جدی ورثہ برادری
کا مساوی ہوتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ لاہور میں ایک تاریخ پیشی مقرر تھی۔ اور بڑے
ملک صاحبان کے ملازموں کو تاریخ معلوم تھی۔ اور ملک فتح محمد خان صاحب
کو اس تاریخ کی لاعلمی تھی۔ وکلا کو تو حاضری مقدمہ میں ضروری تھی مگر مالکان
مقدمہ کو بھی اس تاریخ پر حاضر ہونا لازمی تھا۔ ملک صاحبان کے مختار پہنچ گئے
اور ایک دن کا وقفہ باقی تھا کہ ملک فتح محمد خان کو حال معلوم ہوا۔ اپنے بھائیوں
میں آکر افسوس ظاہر کیا۔ کہ نہایت محنت مشقت اور جانفشانی سے یہ مقدمہ
کیا تھا۔ مگر افسوس کہ تھوڑی سی سستی سے کام بگڑ گیا۔ کہ کل تاریخ پیشی مقرر ہے
اور میں تبدیل نہیں پہنچ سکتا ہوں۔

چونکہ ملک فتح محمد خان ایک نفیس طبع آدمی تھا۔ جو بھائیوں سے کے

سر پر ہمیشہ یا لورا پھیرتا تھا۔ محنت مشقت کا کام اس کا بھائی نہیں کرنے دیتے تھے۔ صرف دماغی اور صلاحیت اور مجالس کے کام کرتا تھا۔ اس کا ایک بھائی ملک پٹھان خان اس وقت موجود تھا۔ اس نے کہا۔ کہ اگر خالی حاضری ہے تو مجھے وہاں بیٹھا سمجھو۔ آپ جیسی گفتگو مصالحت اور جواب و سوال تو میں نہیں کر سکتا۔

ملک صاحب موصوف نے فرمایا۔ وہاں صرف حاضری درکار ہے۔ سوال جواب کی ضرورت نہیں۔ مگر تمہارا پہنچنا مشکل ہے۔

اس نے اسی وقت گھوڑا تنگ بھی نہ سنبھالا اور روانہ ہوگیا۔ صبح کچہری کے وقت لاہور تھا۔ وہاں جاکر ناصر الدین اور لالہ فتح سنگھ مختاران کے سامنے ڈٹ گیا۔

اس سے پہلے لالہ صاحب کہہ رہے تھے۔ کہ اس تاریخ پر ملک ٹوانے نہیں آئیں گے۔ اور مقدمہ داخل دفتر ہوگا۔ کہ شیخ ناصر الدین نے کہا: "وہ پرندے آگئے۔" ملک پٹھانا کہیں جاکر بیٹھ گیا۔

اسی دفتر میں ایک معزز پٹھان کی تاریخ پیشی تھی جس کا سلسلہ محبت اور میل جول ٹوانہ خاندان کے اعلیٰ اور ممتاز رئیسوں سے تھا۔ وہ بھی ملک صاحب کے ملازموں کے پاس آگیا۔ اثنائے گفتگو میں پوچھا۔ کہ عرصہ سے تمہارا مقدمہ طوالت پکڑ گیا ہے۔ اس کا تصفیہ کیوں نہیں ہوتا۔ شاید آپ کے فریق ثانی نہایت متمول اور دولت مند شخص ہیں۔ تو لالہ جی نے کہا۔ نہیں معمولی زمیندار ہیں۔ مگر بڑے پُر دماغ اور جابر شخص ہیں۔ مرنے مارنے پر ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ دیکھو وہ آدمی ہمارے فریق ثانی کا مختار آرہا ہے۔

اس پٹھان نے دیکھتے ہی کہا۔ کہ تم مختاروں کی کم لیاقتی ثابت ہوگئی۔ ایسا کم حیثیت آدمی تو سو پچاس روپیہ کے لالچ سے فوراً راضی نامہ دے کر چلا جاوے۔ یہ کوئی بڑا آدمی نہیں ہے۔ تم نے کوشش نہیں کی شیخ

ناصرالدین کے دل میں کچھ مشغلہ آگیا۔ اور دبی زبان سے لالہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ کہ خان صاحب سچ فرماتے ہیں۔ یہ کوشش ہم سے نہیں ہوئی۔ خان صاحب کو کہنے لگا۔ آپ کا اور ٹوانہ خاندان کا قدیمی تعلق ہے۔ اگر آپ نے یہ کام کرا دیا۔ تو ٹوانہ لوگ عمر بھر آپ کے ممنونِ احسان رہیں گے۔ اور ہم ہزار روپیہ تک اسی جگہ دینے کو تیار ہیں تاکہ اس بلائے آسمانی سے ہماری جان بچ جائے۔ مگر سول سردیوں میں مقدمہ بازی کھا گئی ہے۔ آپ یہ کوشش کر کے فیصلہ کرا دیویں۔

خان صاحب نے فرمایا۔ ہزار کیسا اور زمین کیسی۔ میں ابھی تھوڑی رقم پر فیصلہ کروا دیتا ہوں۔

جھٹ پٹ ملک پٹھانے کو بلایا کہ او کھیس والے۔ ادھر آؤ۔ تو ملک پٹھانا نے سوچا کہ اپنے علاقہ کا معزز آدمی معلوم ہوتا ہے۔ شاید کوئی پیغام ملک فتح محمد خان کو دینا ہوگا۔ فوراً آگیا۔ اور السلام علیکم کہکر عرض کیا۔ فرماؤ کیا حکم ہے۔ اس نے بیٹھنے کو اشارہ کیا اور گفتگو شروع کی۔ کہ تمہارا روپیہ میں کتنا حصہ ہے۔ تو ملک پٹھانا نے کہا۔ میرا اپنا حصہ روپیہ میں سے پیسہ یا ٹمنا پیسہ ہوگا۔ تو خان صاحب نے فرمایا۔ بیوقوف۔ کم عقل۔ تو پانچسو روپے لے لے اور راضی نامہ دے کر مزے اڑا۔ اور عیش کر۔ تجھے مقدمہ میں خراب ہونے سے کیا مطلب۔

ملک پٹھانا فوراً تاڑ گیا۔ کہ اس میں کوئی راز ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ تمہاری کوئی لڑکی ہے۔ اس کا ناطہ پہلے دے دے پھر میں سوچ کر جواب دونگا۔ پٹھان کو کچھ غصہ آیا۔ اور بولنے کو تیار تھا۔ کہ ملک نے ڈانگ سونت کر کہا۔ کہ اگر جگہ سے ہلا۔ تو کچہری میں بیٹھے کا سر پھوڑ دوں گا۔ وہ بیچارا چپ ہوگیا۔ شیخ ناصر نے کہا۔ خان صاحب سودا مل گیا۔ کوشش کرو کام بن جاویگا۔ بیچارا خان صاحب حیران ہوگیا۔ کہ یہ قوم کوئی بڑی بلا ہے۔ آخر خداوندکریم

کی مہربانی سے اور غریب لوگوں کی دُعاؤں سے مقدمہ ماہل ٹوانہ کے حق میں ہوا۔ اور مٹھہ ٹوانہ کے تمام اقوام وغیرہ اعلیٰ مالک تصور ہوئے۔ اور جاری جائیداد ملکیت اراضی ہر ایک پر مساوی تقسیم ہوتی۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ جدی ورثہ جاری جائیداد کے مالک اور صحیح النسب لوگ تقسیم کرا سکتے ہیں۔ ورنہ وان کھچر بہنہ یال چچھڑو۔ ڈھوڈھا غیر قوم بے مالک اور اعلیٰ مالک اس کے جدی بھائی بند ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ہرل۔ کھرل۔ گوندل میکن ان کی رعایا سب زمیندار ہیں۔ نہ قومی بھائی ہیں اور نہ جائیداد کے مالک ہیں نہ حق ملکیت رکھتے ہیں۔ آجکل کا زمانہ سوٹے کی بھینس کا ہے جس کا سوٹا اُسی کا راج۔ مگر گورنمنٹ عالیہ عادل ہے کسی کی حق تلفی نہیں کرتی ؛

جب امن کا زمانہ آ گیا۔ اور نئی روشنی نے لوگوں کے دلوں میں نور سرعت پیدا کیا۔ تو اقوام ماہل ٹوانہ کے لوگ جوق جوق اپنے قومی رسالوں میں بھرتی ہو گئے۔ اور گورنمنٹ عالیہ کی امداد میں حاضر ہو کر علاقہ جنرال ملاں پنیدا کی لام پہ اور ٹل بلند والی لام پر ایسی حُسنِ خدمات انجام دیں کہ جناب ملک چراغ خان صاحب ولد ملک سلطان خان قوم ماہل ٹوانہ رسالداری کے درجہ پہ پہنچ گئے۔ اور رسالدار میجر ملک احمد خان صاحب اور رسالدار ملک ولیل خان صاحب اور رسالدار ملک یار محمد خان۔ جمعدار ملک سلطان خان۔ جمعدار ملک اسمٰعیل خان رسالدار ملک محمد خان اور رسالدار میجر ملک احمد خان صاحب۔ رسالدار میجر اسمائیل خان سردار معزز سردار ہو کر گورنمنٹ عالیہ کو روشن کر دیا کہ قوم ماہل ٹوانہ تمام قوموں مرہٹہ۔ کھٹڑ۔ گوندل۔ بلوچ۔ سکھ وغیرہ سے افضل ہیں۔ کئی رجمنٹوں میں ان کے ترب ایزاد ہو گئے۔ اور ٹوانہ قوم کا نام مندیال ٹوانہ جنسال ٹوانہ اور ماہل ٹوانہ نے روشن کیا۔ اور وڈھل ٹوانہ بھی ان سرداروں کی طرح بلکہ ان سے بھی برتر درجہ کو پہنچے۔ اگر الگ خاندان کی ترقیاں شمار ہوں۔ تو ماہل ٹوانہ سب سے سبقت لے جاتے ہیں۔ جنگِ عظیم میں

بھی ان کی خدمات زیادہ ہیں۔ اور قربانیاں بھی بے اندازہ ہوئیں چنانچہ ملک درگاہی خان ہاہل ٹوانہ رسالدار جو تمام رجمنٹوں سے چیدہ اور چیدہ رسالدار تھے۔ اور برادری میں یکتا و بے مثل جوان تھے۔ دانشمند دلاور اور کینہ ور آدمی تھے۔ بمعہ اپنے فرزند ملک سلطان احمد خان صاحب رسالدار جو اُن کے اکلوتے بیٹے تھے۔ جنگ عظیم میں شامل ہوئے۔ اور عین جنگ عظیم کے موقعہ پر گورنمنٹ عالیہ کے کام آئے۔ اور اپنا کام سرانجام کر کے دارالبقاء کو روانہ ہوئے۔ اور ملک سلطان احمد خان پنشنر ہو کر واپس مٹھہ ٹوانہ تشریف لائے۔ اور ملک احمد یار خان رسالدار بھی وہیں کام آئے۔ سواروں اور دفعداروں کی تو تعداد ہی نہیں۔ جگر افواہ ماہل ٹوانہ کا دنیا سے علیحدہ ہے۔

ملک چراغ خان رحمۃ اللہ علیہ کا خلف الرشید کپتان ملک خان محمد خان جو گھر سے شریف خاندان ہو کر ڈائرکٹ پرموشن پر جمعدار بھرتی ہوئے تھے۔ ان کی رجمنٹ جب فیلڈ سروس کے ایام میں جنگ میں شامل ہوئی تو بغیر ملک خان محمد خان کے ان کے گھر میں کوئی لڑکا وارث جائیداد و ملکیت نہ تھا۔ ملک چراغ خان نے کپتان خان محمد صاحب کو لکھا کہ اے فرزند ارجمند! بار بار دنیا میں پیدا ہونا بھی نہیں ہے۔ اور ایسے جان فدائی کے معرکے بھی ہمیشہ نہیں ہوتے۔ ایسی بہادری اور جانفشانی سے گورنمنٹ عالیہ کی امداد کرنی۔ کہ باپ دادا اور تمام قوم ٹوانہ کے نشانات ظاہر ہو جاویں۔ اور قوم ماہل ٹوانہ کے نام پر دھبہ نہ آوے۔ اور آں عزیز کا نام اور قوم کا نام اظہر من الشمس ہو جاوے۔

آفرین ایسے دلوں اور گروہ پر کہ پیچھے اس کے بالکل اندھیرا تھا۔ مگر عاقبت اور انجام کی سوچ دامنگیر تھی۔

ملک چراغ خان جیسے افسروں اور حاکموں کے سامنے پُر دماغ اور جابر سردار تھے۔ ویسے ہی برادری میں ایسے طاقتور تھے جس بات کو کرتے تھے ہمت

اور دلاوری سے کرتے اور اس کا انجام سوچتے کہ کہیں نام کو بٹہ نہ لگ جائے۔ ہزار بار افسروں کے سامنے ایسے الفاظ استعمال کرتے کہ سپاہ ورعیت بھی حیران رہ جاتی تھی اور خداوند کریم ان کو سرفراز کرتا۔

بتیس ۳۲ سال سروس پوری کر کے پنشن پر آئے۔ اور کئی ضلعوں میں اور شہروں میں اپنے نام کے شہر بسائے اور آباد یاں کیں مٹھہ ٹوانہ میں دو مسجدیں اپنی نشانی واسطے عبادت الٰہی تعمیر کرائیں۔ آخر ... مطابق ... اس دارِ ناپائیدار سے کوچ کر کے رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ‍۔

رسالدار ملک چراغ خان رحمۃ اللہ علیہ کا صاحبزادہ بھی دنیا میں نیکنام اور تابع اسلام اور فیض بخش عوام ہے۔ گورنمنٹ عالیہ کے گھر میں بڑی بڑی خدمات انجام دے کر تمغہ جات اور سندات حاصل کر چکا ہے۔ اور کپتان میجر ہو کر رسالہ ۱۳ سے پنشن یاب ہوئے ہیں۔ آپ خاندان ٹوانہ کے مایۂ ناز فرد ہیں۔ آپ کے خاندان کے افراد نے فوجی ملازمت بہت سرانجام دی اور گورنمنٹ عالیہ کے گھر میں بہت نیک نام اور بہادر ہوئے ہیں۔ آپ کے والد محترم نے ۳۲ سال رسالہ نمبر ۱۸ اون لانسرز میں ملازمت کر کے پنشن حاصل کی۔ آپ کے جد امجد نے غدر ۱۸۵۷ء میں سرکار برطانیہ کے جھنڈے کے نیچے خدمات انجام دیں۔ علاقہ تھل میں خاندان مذکور ایک اعلیٰ درجہ کا خاندان گنا جاتا ہے۔ ایک دادا کی اولاد سے گیارہ انڈین افسر وائسرائے کمیشن والے اور ایک کنگ کمیشن والا موجود ہے۔

اس خاندان کی ملکیت اراضی علاقہ تھل و علاقہ نہر پر کم از کم یک صد مربعہ سے زائد ہے۔ کپتان صاحب ملک خان محمد خان یکم جنوری ۱۹۱۰ء کو مقام مٹھہ ٹوانہ میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ تعلیم چونکہ آپ کے والد صاحب ملازم تھے اس لئے آپ کی تعلیم کا سلسلہ مختلف مقامات پر ہوتا رہا ہے۔ جب آپ کے والد پنشن لیکر

ضلع لائلپور میں اقامت پذیر ہوئے۔ تو مڈل اور انٹرنس کی تعلیم دو بڑے سکولوں میں یعنی جھنگ کے ہائی سکول اور لائلپور کے ہائی سکول میں ہوئی۔ مذہبی تعلیم و قرآن شریف کی تعلیم حافظ قاضی نور احمد صاحب سے حاصل کی۔ شروع سے چونکہ مذہبی تعلیم سے ابتدا ہوئی اس لئے آپ متشرع پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔

جب آپ کے والد صاحب ملازم تھے۔ تو اُن کے زمانہ میں جرنل سر اڈمور کرے سابق کمانڈر انچیف انڈیا جو اس وقت کپتان تھے۔ ان کے بہت دوست تھے دوران ملازمت میں صاحب موصوف اور آپ کے والد صاحب کے درمیان وعدہ ہُوا۔ کہ اگر صاحب موصوف کمانڈر انچیف ہوئے تو ملک صاحب کے لڑکے کو ڈائرکٹ کمیشن عطا کر کے جمعداری کے عہدہ پر فوج میں لے لیں گے۔ ابھی آپ دسویں جماعت میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ کہ صاحب موصوف کمانڈر انچیف کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اور جیسے سابقہ شریف پرور انگریز جرنل کا قاعدہ تھا اپنے وعدہ کو فراموش نہ کیا۔ اور ملک صاحب کو لکھا کہ اپنے لڑکے کو حاضر کرو۔ لہٰذا تعمیل حکم کی گئی۔ اور صاحب موصوف نے رسالہ نمبر ۲۶ سوجیکبس ہارس کے کمانڈنگ افسر کو زبردست سفارش لکھی۔ جہاں آپ کو بعہدہ جمعداری مارچ ۱۹۰۶ء میں بھرتی کر لیا گیا۔ بھرتی ہوتے ہی اپنی خداداد قابلیت سے چند مہینوں میں وردی میجر ہو کر رجمنٹ کے سٹاف پر تعینات ہو گئے۔ جنگ عظیم کے شروع ہوتے ہی آپ کی رجمنٹ اکتوبر ۱۹۱۴ء میں فرانس کو شامل جنگ ہونے کے لئے بھیجدی گئی۔ اور آپ بحیثیت وردی میجر رجمنٹ کے ہمراہ فرانس کو گئے۔

پہلا کمیشن جمعدار ۱۹۱۳ء وردی میجر ۱۹۱۴ء رسالدار ۱۹۱۵ء رسالدار ۱۹۱۶ء آپ کے پروموشن انڈین آرمی میں ایک ریکارڈ ہے یعنی اتنی جلدی کسی کو ترقی نہیں ہوئی۔ جیسے آپ کو ہوئی۔ اور یہ اعلیٰ خدمات و قابلیت کی وجہ سے ہوئی۔ ۱۹۱۸ء میں جب انڈین کیولری کو فلسطین

بھیجا گیا۔ تو آپ کی رجمنٹ بھی وہاں گئی۔ جہاں آپ کو ایک بہادری کے صلہ میں جبکہ آپ نے اکیلے دشمن کی ایک پیٹرول کو جس کی نفری چار جوانوں پر مشتمل تھی۔ گرفتار کیا۔ انڈین آرڈر آف میرٹ عطا ہوا۔ یہ واقعہ جارڈن دہلی کا ہے۔

سنہ ۱۹۱۸ء میں جب رسالوں کا ایک عظیم اڈوانس دمشق پر ہوا۔ تو آپ نے ایک خاص خدمت سرانجام دی۔ یعنی صرف سات اور ایک ہاچکس رائفل کی نفری سے دشمن کے ایک فیلنگ ڈیچمنٹ جس کی تعداد ایک سو بیس جرمن سپاہی چار جرمن افسر اور اندازۃً تیس ترک سپاہی تھے۔ لڑائی کرنے کے بعد قید کئے گئے بمعہ اُن کے سامان رسد وغیرہ کے۔

خوش قسمتی سے دوران لڑائی میں آپ ایک دن کے لئے بھی رجمنٹ سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ یعنی نہ تو بیمار ہوئے۔ اور نہ ہی زخمی ہوئے۔ ان مخصوص جنگی خدمات کے صلہ میں آپ کو کنگز کمیشن اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء میں عطا ہوا۔

بعد اختتام جنگ آپ کی رجمنٹ دمشق میں مقیم تھی۔ تو آپ کو پولیٹیکل خدمات کے لئے فلسطین کے دورہ پر ایک ماہ کے لئے بہمراہ پولیٹیکل آفیسر بھیجا گیا۔ جہاں آپ کی خدمات کا اعتراف ڈویژن کمانڈر نے لکھا۔

سنہ ۱۹۲۱ء میں جب تحریک اکالی سکھ زوروں پر تھی۔ اُس وقت آرمی ہیڈکوارٹرز نے آپ کو پولیٹیکل دورہ کے لئے پنجاب کے سات اضلاع میں منتخب کیا۔ اس دورہ میں آپ کے پُرتاثیر لیکچروں سے بہت کچھ فائدہ ہوا۔ اختتام دورہ پر آپ کو ولیسٹرن کمانڈر کی طرف سے مبارکبادی کی خاص طور پر چٹھی موصول ہوئی۔

سنہ ۱۹۲۳ء میں آپ کو اسسٹنٹ ریکروٹنگ افسر لاہور مقرر کر دیا گیا

اس تقرری کے عرصہ میں آپ کا حسن سلوک ہر فرقہ کے ساتھ ایسا رہا کہ سکھ، ہندو، مسلمان سب آپ سے ازحد خوش تھے۔

مئی ۱۹۳۶ء میں آپ اپنے اس تقرری کے عرصہ کو پورا کر کے اپنی یونٹ رسالہ نمبر ۱۴ میں واپس آ گئے۔ آپ کے رسالہ میں دوبارہ آمد سے ہر فرد بشر اس قدر خوش ہوئے کہ کپڑوں میں پھولے نہ سما سکتے تھے

یکم نومبر ۱۹۳۶ء سے آپ آٹھ ماہ کی فرلو پر آ گئے۔ اسی دوران میں آپ کو وار بلاک کی تحت میں ریٹائر ہونے کی خاص طور پر سفارش کی گئی۔ اور آپ کا کیس کمانڈر انچیف کی خاص سفارش سے وزیر ہند صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا۔ جہاں سے فروری ۱۹۳۷ء میں منظوری آ گئی۔ اور آپ یکم اپریل ۱۹۳۷ء سے رجمنٹ سے علیحدہ ہو کر آ گئے ؛

اس خاندان میں
باراں سردار کرسی نشین
ہیں۔
ملک ذلیل خان
یار محمد خان
ملک خنجر خان
ملک محمود خان
ملک کسیر خان
عالم خان
سردار خان
خان محمد
جہان خان
غلام محمد
محمد خان
احمد خان
محمود خان
فتح محمد
عطاء محمد
محمد خان
ملک غلام محمد خان
یار محمد خان
ملک چراغ خان
احمد خان
غلام محمد
احمد یار
محمد خان
نور محمد خان
یار محمد خان
ملک سلطان خان
محمد خان
فتح خان
محمد شیر خان
احمد شیر
رائے اودر
شہزادہ سردار
راؤ مادھو المعروف ملک مالھا
ملک جلال خان
حسین خان
سردار امیر علی
ملک خان ملک
ملک نصیر
محمد خان
ملک کوڑے خان
ملک علاول خان
ملک درگاہی خان
محمد خان

حسن
بہاول
ولیداد
قیصر خان
نصیر
ملک جہانملک
محمد صادق
خیر محمد
ابراہیم
جہانخان
ولا
حکیم
مقیم
ولا
دائم
محمد خان
محمود خان
احمد خان
ولا
مکھن خان
نور خان
عالم خان
سردار خان
جہانہ
سردارا
فتح محمد خان
فقیر محمد خان
عالم خان
سردار خان
محمد خان
ملک رانجھا خان
رانجھا
فتح
جعفر
محمد خان
احمد خان
مہر خان
محمد خان
احمد خان
امیر خان
ملک محمود خان
بشیر خان
خان محمد
حق نواز
عطا محمد
محمد نواز
محمد اسحاق
غلام عباس
خنجر خان
ظہور محمد
اکبر

۲۵
راجہ کرن
ملک پنجاب
راجہ لوح
راجہ کرم چند
راجہ ہری چند
راجہ سبجدیو
راجہ کامدیو
اس کی اولاد ممکن وغیرہ ہیں
سبوریگ
راجہ اندر
کلتار
اس کی اولاد دو حصّہ ہندو اور ایک حصّہ مسلمان ہیں۔
فتح مند
اس کا دوسرا نام غلام قطب ہے۔
ثابت
قبزار
فتح پال
مہار
راگھن
سن پال

بیگ — مہار

...... اس کی اولاد مہار جو بیٹ مورسے ہے - اور مہار شریف میں رہتے ہیں - جہاں حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیشوا و مرشد رہتے ہیں (مہار شریف)

سالار

اقبال ور

نور بیگ

فتح جنگ

سجاول

ملک اکرم خان
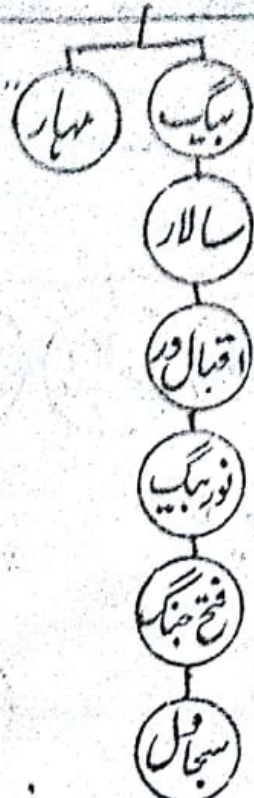
...... اس شخص کی اولاد دریائے سندھ کے کنارہ پر آباد ہے - اور ملک کا خطاب اسی سے شروع ہوا تھا پہلے رائے یا راؤ یا راجہ کہلاتے تھے -

ملک دلاور — ملک رانجھا

...... اس کی اولاد علاقہ نور پور ٹوانہ - وڈہ لکو اور بیکانیر جیسلمیر کی طرف ہے

ملک نور احمد — ملک بہت خان

...... اس کی اولاد عینو - نور پور ٹوانہ خوشاب وغیرہ میں رہتی ہے :

ملک فیض بخش

ملک معصوم علی

ملک گوہر المعروف صابر علی

...... یہ شخص نہایت خدا دوست اور ولی اللہ تھا - جو ملک کہلانے سے صبر کو غنیمت سمجھتا تھا - اور اس کے بعد ملک کا خطاب نہ رہا :

عبد الرحیم

عبد الرحمن

خان محمد

ملک دینار
کریم بخش
حافظ رحیم بخش
حافظ میاں احمد
ملک علی حیدر خان انسپکٹر پولیس
ملک
محمد اکبر
محمد اقبال
مبارک احمد
خدا یار
سلطان احمد
بہاول بخش
محمد بخش
امام بخش
غلام محمد
نور محمد
عطا محمد
فتح محمد ولد خان محمد
شیخ محمود
شیخ احمد
غلام محمد
نور محمد
فیض احمد
حافظ سید احمد
حاجی احمد
خان بہادر
خان محمد
بشیر محمد
رسالدار ملک سلطان احمد خان
محمد سلیم
دفعدار مراد علی خان
محمد اسلم
احسان
منظور الحق
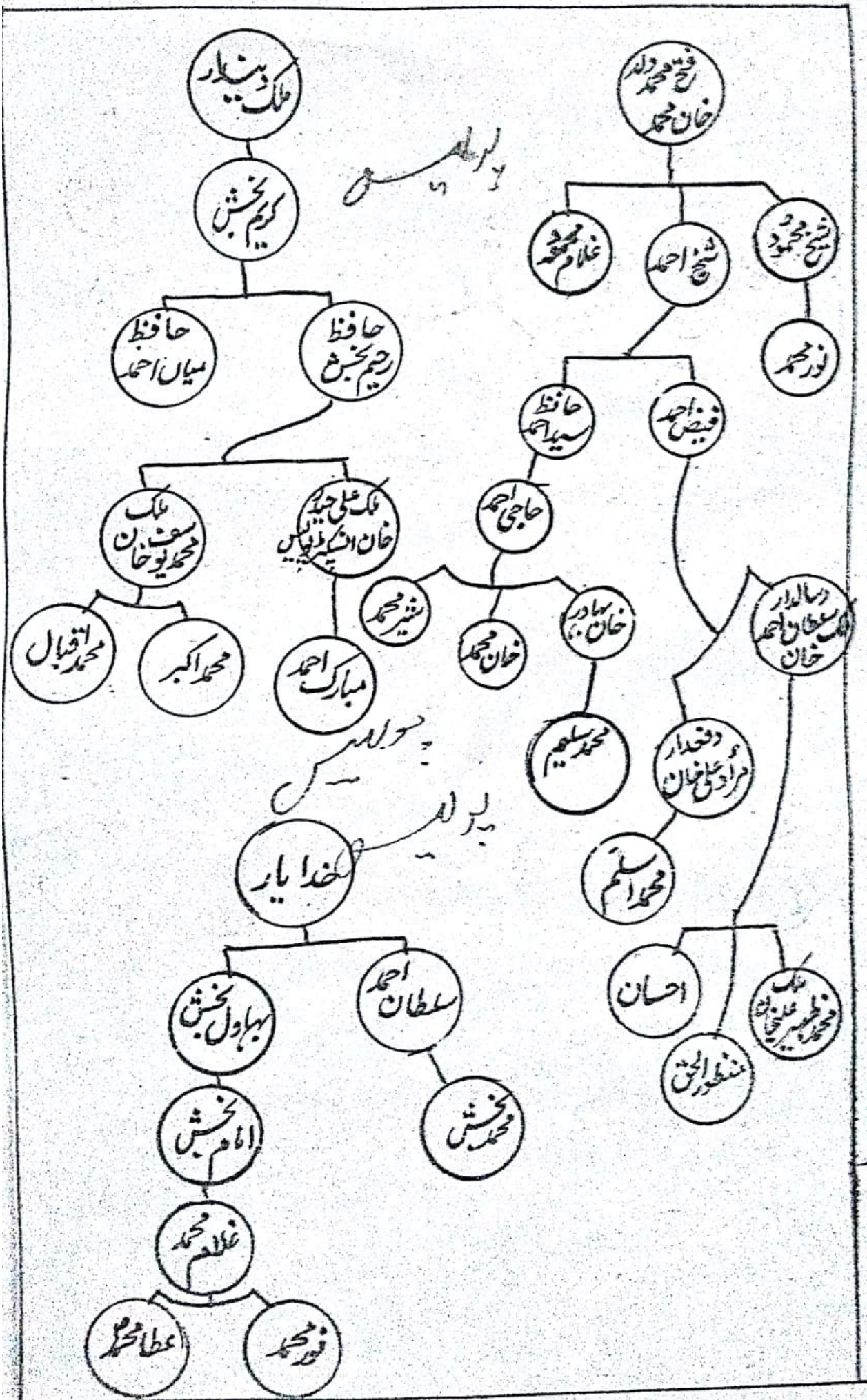
راجہ کرن مہاراج چندر بنسی خاندان اور کیرو پانڈو کی اولاد میں سے ایک نہایت نامور راجہ ہُوا ہے جس کی اولاد میں ۷۶ قوم راجپوتوں اور راجاؤں کی ملتی ہیں۔ جو ہندوستان اور پنجاب میں پھیلی ہوئی ہیں۔ بعض بُدھ اور آریہ مذہب رکھتے ہیں۔ بہت حصّہ ہندو ہیں اور کثیر التعداد مسلمان ہیں۔ جن میں اعلیٰ نسب خاندان ٹوانہ ہیں۔ اور سیال اور گھیبے اور کھٹڑ۔ ہرل۔ کھرل۔ بھٹی۔ میکن۔ کلیار۔ اُترا۔ چھملیں اور چھٹے۔ وڑائچ۔ چدھڑ۔ چھوہن۔ ماہل چاہل وغیرہ شامل ہیں۔ اور سب ہی اپنے اپنے ملک اور علاقہ میں رئیس ذیلدار۔ نمبردار اور مالک اراضیات وغیرہ ہیں۔ اور بعض ان میں غریب مسکین اور کم طاقت بھی ہیں۔

ٹوانہ خاندان کے لوگ گورنمنٹ عالیہ کے گھر میں کل قوموں سے چیف آف دی پنجاب ہیں۔ اور کھٹی بھی اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ اور سیال اور گھیبے بھی رئیس ہیں۔

قوم جوبہ راجپوت ہے۔ ذیلدار اور نمبردار ہیں اور بعضے جٹ راجپوت ہیں اور بعضے عالم فاضل اور حافظ قاری اور قاضی ہیں۔ مگر سب ہی شریف اور بزرگ قوم سے ہیں۔ چنانچہ خاص کر مٹھہ ٹوانہ خوشاب اور عینو وغیرہ جن کا شجرہ نسب درج کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ عالیہ کے گھر میں رسالدار۔ جمعدار۔ صوبے دار۔ تھانیدار اور ڈاکٹر وغیرہ اعلیٰ عہدوں پر ممتاز ہیں۔ اور بڑی حیثیت کے آدمی ہیں۔ قوم جوبہ کی وجہ تسمیہ عام زبان زد خلائق ہے جس کے واسطے چند الفاظ ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

صوبہ اودھ شہر انوپ گڑھ میں ایک راجہ چوہڑ سنگھ نامی نہایت بہادر اور دلاور تھا۔ جو اپنے قوت بازو اور زر کے زور سے اپنے علاقہ تبت اور اودھ۔ جموں کشمیر تک اپنا ثانی کسی کو نہیں سمجھتا تھا۔ اور ہر طرف مار دھاڑ اور ملک دبانے میں مصروف رہتا تھا۔ اس کی ریاست میں کوئی کوئی راجہ مہاراجہ داخل ہونے کی قوت نہیں رکھتا تھا۔ اتفاقاً اللہ تعالیٰ کی

قدرت کاملہ سے حضرت فتح مند یعنی غلام قطب کی اولاد سے صاحب زادہ قبیزار یعنی الیاس سیبری جسے لوگ بزرگ فقیر خیال کرتے تھے۔ اور نہایت پرہیزگار اور خدادوست شخص تھا۔ اور ہمیشہ جنگل میں رہا کرتا تھا۔ اور جنگل کی بناس پتی پر گذارہ کرتا تھا۔ گھومتا گھومتا انوپ گڑھ میں پہنچ گیا۔

فقیر کو خیال پانی پینے کا ہوا۔ ایک باغ معطر کی طرف پھرا۔ وہاں کیا دیکھا۔ کہ ایک تریخن لڑکیوں کا انوپ گڑھ کے مہاراجہ کی لڑکی کے زیر صرف چرخے کات رہی ہیں۔ اور نہایت بے فکری اور لاپرواہی کی باتیں کر رہی ہیں۔ الیاس سیبری نے باآواز بلند فرمایا۔ کوئی ایک پیالہ پانی کا دیوے اور بڑا ثواب اور دعا لیوے۔

لڑکیاں جوانی کے غرور میں مست تھیں۔ لاپرواہی سے جواب دیا۔ جاؤ دیوانے! دور ہو جاؤ۔ فقیر کے دیکھنے سے سب کے ہاتھ پاؤں سن ہوگئے اور کاتنے سے اور اٹھنے بیٹھنے سے لاچار ہوگئیں۔

راجہ کی لڑکی نے فوراً اٹھ کر کٹورا صاف کر کے پانی حاضر کیا۔ فقیر صاحب پانی پی کر روانہ ہوگئے۔ اور لڑکیاں خراب وخستہ حال ہوگئیں۔ راجہ کی لڑکی ہنسی خوشی دوڑ کر محل سرا میں پہنچی۔ اور اپنی والدہ کو سب لڑکیوں کا حال اور اپنی دعا کی کیفیت بیان کی۔ جونہی لوگوں نے ان لڑکیوں کی حالت ابتر دیکھی۔ کئی حیرت زدہ ہو کر چپ ہوگئے۔ اور بعض شریروں نے مجمع کر کے فقیر صاحب کو مارنے کی ٹھان لی۔ آخر صلاح مشورہ کے بعد یہ فیصلہ ہوا۔ کہ راجہ کے روبرو پکڑ کر لایا جاوے۔ جو سزا راجہ مقرر کرے گا وہی کافی ہوگی۔ یا راجہ صاحب اپنے حکم سے دور دراز کہیں جنگلوں میں بھجوا دے کہ پھر کسی کو بددعا نہ کرے!

بادشاہی پیادے دوڑے اور فقیر صاحب کو پکڑ لائے۔ جب لوگ اس کو اذیت دینے کو تیار ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے راجہ کی لڑکی

کے دل میں محبت آئی۔ اور وہ اس کے چھڑوانے میں کوشاں ہوئی۔ مگر کوشش کارگر نہ ہوئی۔

دفعتہً لڑکی نے نعرہ کیا اور اپنی والدہ کو کہا۔ کہ اسلام کے مطابق میرا فقیر صاحب سے نکاح کیا جاوے۔ ورنہ ابھی میں محل سے چھلانگ مارتی ہوں۔ رانی نے دوڑ کر راجہ کو خبر دی۔ راجہ اس کرامت کو دیکھکر فوراً تہ دل سے مسلمان ہوا۔ اور اپنا نام محمد عمر رکھا یا۔ اور فقیر صاحب سے اپنی لڑکی کا عقد بندھوایا۔ اور ایک محل اور باغ بخش دیا۔ راجہ کی لڑکی نہایت شکرگذار ہوئی۔ اور فقیر کو امیر بنا کر محل سرا میں داخل ہوئی۔ رات خیریت سے گذری مگر قسمت کی تحریر آموجود ہوئی یعنی صبح سویرے اٹھی تو فقیر موجود نہیں تھا اپنے ماں باپ کو اطلاع دی۔ بہت تلاش کی مگر فقیر کا پتہ نہ ملا۔ ایک ہی رات میں اس پر خداوند کریم نے فضل کیا۔ اور اس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام راگھن رکھا گیا۔ اور نواب محمد عمر نے اس کو جان سے عزیز رکھا۔ اور شہزادوں کی طرح اس نے پرورش پائی۔ جب جوان ہوا۔ تو کسی نے ہنسی سے کہا۔ شہزادہ صاحب۔ نواب صاحب تو آپ کے نانا ہیں۔ آپ کے والد صاحب کدھر ہیں۔ فوراً اپنی والدہ سے جا کر استفسار حال کیا اس نے تمام ماجرا بیان کیا۔ راگھن نے کہا۔ کہ جب تک اپنے والد کو نہ ڈھونڈ لاؤں گا۔ واپس وطن کو نہ آؤنگا۔ آخر کار ڈھونڈتے ڈھونڈتے عرب میں جا کر پتہ ملا۔ اور مدینہ منورہ سے واپس لایا۔

ڈھونڈنے کے معنی جستجو ہے اور جویہ ڈھونڈنے والے کو کہتے ہیں۔ جیسے مثال سے ظاہر ہے "جوئندہ یابندہ"۔ اس سبب سے راگھن کا خطاب جویہ ہوا۔ اور یہ جویہ راجپوت خاص الخاص فتحمند اور ثابت اور قیدار کی نسب سے ہے۔ اور فتح پال کا فرزند ہے۔ اس کی اولاد خوشاب مٹھہ ٹوانہ۔ روڈا۔ لکو۔ عینو۔ کنارے دریائے سندھ اور دریائے جہلم متصل کدھی میں موجود ہے۔ اور جیسلمیر بیکانیر راجپوتانہ اودھ اور ضلع جہلم میں بھی آباد ہے۔ نہایت بہادر دلیر اور جوانمرد لوگ ہیں مگر ایک دوسرے کو نہ ماننا ان کا جدی ورثہ ہے۔

فیض اللہ
ملک فیض بخش
ملک ہمت خان
ملک دلاور
میتنو۔ لوز لور۔ خوشاب۔ مٹھہ ٹوانہ۔ روڈہ۔ لکو وغیرہ والے
اس جگہ مل جاتے ہیں۔
غازی
محمود
احمد خان
عارف
بیگا
محمد صدیق
گل محمد
حاجی جان محمد
حافظ فتح محمد
عطا محمد
یارو
جیندا
چراغ
قطبا
لکھا
شاہ نواز
سلطان
اعظم
شیر
عبدالرزاق
حاجی
فتح خان
گلنار احمد
مختار احمد
قمر زاحمد
عبدالمجید
سردارا
انور
سلطان
نصیر الحق
ظفر جبین
محمود الحسن
خورشید احمد
حامد
محمود
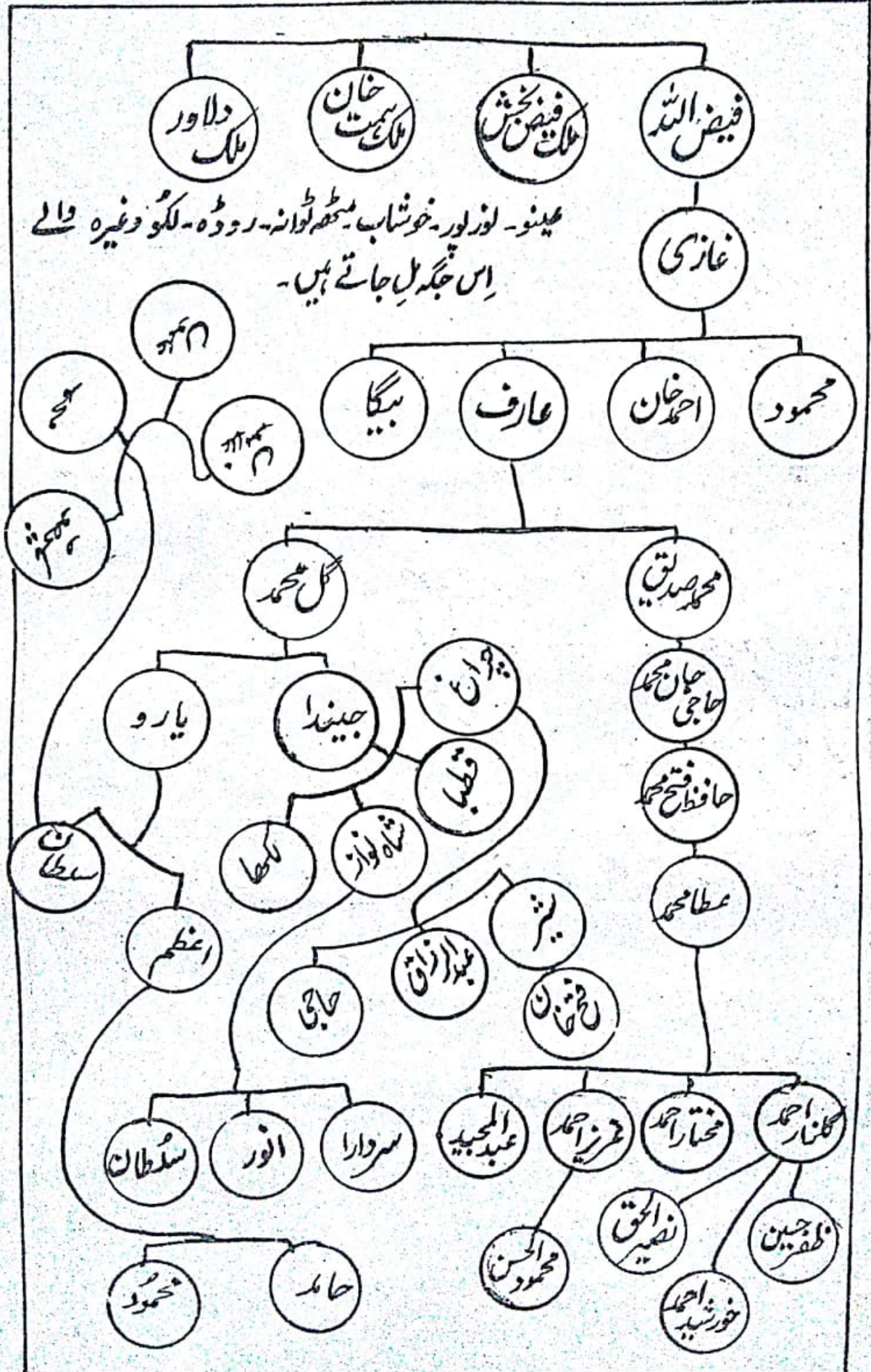
مٹھہ ٹوانہ والے جوئیے رسالدار جمعدار دفعدار اور وارنٹ آفیسر کے عہدہ تک پہنچ گئے ہیں۔ ایک صاحب انسپکٹر پولیس اور ڈاکٹر صاحب بھی ہیں۔ عینو۔ روڈہ لکھو والے زمیندار بھاری ہیں۔ ذیلدار نمبردار ہیں۔ مگر انڈین آفیسر نہیں ہیں۔ بہادر اور جنگجو قوم ہیں۔

خوشاب والے جوئیے عقلمند اور زیرک ہیں حاجی جان محمد صاحب سے لے کر حافظ فتح محمد صاحب وعطا محمد صاحب و مابعد کا ثبوت گورنمنٹ عالیہ میں نیلام نزول ۱۸۶۳ء اوّل بندوبست قانونی کی نقلوں میں قوم جوئیہ سے ملتا ہے جس کا ثبوت گورنمنٹ عالیہ کے دفتر میں موجود ہے۔ حاجی جان محمد چھوٹی عمر میں گھر سے نکلے علم کی تحصیل کے بعد ساہیوال میں اور بعدہٗ خوشاب میں مستقل طور پر بود و باش اختیار کی۔ اور قاب زیر کے زمانہ تک فتویٰ اور حکم شرعی انہیں کا جاری تھا۔ اور سلسلہ علمِ شریعت حدیث اور فقہ ان کے خاندان میں جاری رہی۔ اب گورنمنٹ عالیہ کے گھر میں ملازم جان نثار اور وفادار گھرانہ ہیں :

شجرہ نسب اقوام گانجڑھی ٹوانہ

بمعہ وجہ تسمیہ اقوام

چیچہ سے مشرق کی طرف اور قصبہ مٹھہ ٹوانہ سے جنوب مشرق کی طرف چھ سات میل کے فاصلہ پر ایک پرانے زمانہ کا تالاب یا چھپڑ تھا۔ جس کو لوگ ٹوبھہ کے نام سے پکارتے ہیں یعنی گنجڑے والا ٹوبھہ مشہور تھا۔ اور اس سرزمین کو بھی لوگ گنجڑا بولتے تھے۔ جب اقوام ٹوانہ اور ماہل ٹوانہ اور رتیال ڈھوری بھیل وغیرہ چیچہ اور میر عالی والے جھبیر سے روانہ ہو کر چاہ ٹوانہ آباد کیا۔ تو چند اشخاص ملک عظمت ٹوانہ اور ملک شیر خان ٹوانہ اور ملک سبھا

اور ملک نظام ٹوانہ وغیرہ کی اولاد جن کے پاس مال مویشی اونٹ ڈاچی گائے بیل بھیڑ بکری وغیرہ کی بہتات تھی۔ باہمی مشورہ سے سرحد گنجیڑا میں جاکر ایک ٹوبا قائم کیا۔ چونکہ مقام گنجیڑا کے ٹوبہ پر درخت سایہ دار جنڈ اور کریر وغیرہ بہت تھے۔ نہایت آرام اور عیش سے رہنے لگ گئے۔ اور مال مویشی بھی آسودہ ہو گئے۔ رفتہ رفتہ آبادی ہوتی گئی۔ اور گاؤں بن گیا۔ اور گاؤں کا نام موضع بلوٹ مشہور ہو گیا۔ اور ٹوانہ خاندان کے جو لوگ گنجیڑا میں جاکر آباد ہوئے وہ گانجھڑی ٹوانہ کے نام سے مشہور ہو گئے اور تمام زمینداران قوم ٹوانہ سے اُن کی ناطہ داریاں ہوتی رہیں مثلاً مٹھہ ٹوانہ اور ہموکہ ٹوانہ۔ رہ ڈہ وغیرہ پر ٹوانہ قوم کے ساتھ اُن کی ناطہ داریاں ہیں۔

۱۸۶۵ء میں موضع بلوٹ ملانت اور حک مٹھہ ٹوانہ میں آگیا۔ اور ہموکہ اور مٹھہ ٹوانہ کی سرحد پر ہو گیا۔ اور زمینداری سے زمین چراگاہ میں شامل ہو گئی۔ اور زمین غیر مزروعہ ہوکر حک مٹھہ ٹوانہ میں شامل ہو گئی۔ مگر اپنی خاندانی سے خارج نہ ہوئی۔ اپنی برادری قوم ٹوانہ کے دوش بدوش غدر ہندوستان کے وقت اقوام ٹوانہ کے ساتھ شامل رہے۔ اور بعد اس کے گورنمنٹ عالیہ کی عملداری میں رجمنٹوں۔ رسالوں اور پلٹنوں میں ملازمت کرتے رہے۔

ایک گانجھڑی بنام عالم دین انسپکٹر پولیس یعنی تھانیدار ہو گیا تھا۔ وعدار اور نائک وحمداروں کی تو تعداد ہی نہیں ہے۔ رجمنٹ نمبر ۱۸ ٹوانہ لانسرز میں ملک سراب خان گانجھڑی ٹوانہ تھا۔ جن کے خلف الرشید لفٹننٹ ملک محمد خان صاحب اور ملک احمد خان صاحب اب بھی موجود ہیں۔ اور گورنمنٹ عالیہ کی مہربانی سے کئی شہروں اور تحصیلوں میں اُن کی ملکیت اور نمبرداریاں اور سفید پوشیاں ہیں۔

خدمات اقوام گانجھڑی

ملک شولی خان غدر کے زمانہ میں امداد گورنمنٹ عالیہ ہمراہ اپنی برادری قوم ٹوانہ کے ہندوستان میں حق خدمت ادا کر کے رسالہ ۱۹ میں اکیس سال ملازمت کر کے

پنشن یاب ہوئے اور دو مربعہ زمین ضلع لائلپور چک ۴۳ میں حاصل کی جواب بھی اس کی اولاد کے پاس موجود ہے۔ اس کا بیٹا ملک فتح محمد خان نہائت وفادر گورنمنٹ عالیہ کا رہا اور خدمات انجام دیئے۔ اس کے دو لڑکے جنگ یورپ میں شامل تھے۔ ملک شیر علی خان جنگ یورپ میں فوت ہوئے۔ بعد ختم ہونے جنگ یورپ ملک محمد علی خان ڈیمبلائز ہوئے۔ ملک صاحب خان مرحوم رسالہ نمبر ۱۸ میں ملازم تھے۔ ملک سراب خان صاحب رسالہ نمبر ۱۸ میں لنیسد فعدار کی کرتے ہوئے پنشن یاب ہوکر دو مربعہ زمین حاصل کر کے چک ۴۳ ب ضلع لائلپور میں جاکر مقیم ہوئے۔ اُن کا صاحب زادہ ملک محمد خان صاحب درجہ لفٹننٹ حاصل کر تمغہ برٹش انڈیا حاصل کیا۔ گورنمنٹ عالیہ نے سابقہ خدمات دیکھتے ہوئے اسٹڈ فارم منی پور چک نمبر ۴۲۹ میں ساڑھے ۶۵ مربعہ جات میول پریڈنگ عنائیت کیا۔ اس وقت آن جناب پنشن یاب ہوکر گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے آنریری مجسٹریٹ ہوکر لائلپور میں عدالت کرتے تھے۔ جو قریباً بعد پنشن آٹھ دس سال کی میعاد رہے اور اپنے علاقہ میں سفید پوش انعام خوار اور چک ۴۳ میں نمبردار بھی ہیں لفٹننٹ ملک محمد خان خلف الرشید ملک ربّ نواز خان ۱۱/۱۵ رسالہ میں ڈائرکٹ کمیشن پر جمعدار رسالہ بھرتی ہوئے۔ لفٹننٹ صاحب کی زمین چک ۴۳ میں تین مربعے موجود ہیں۔ ڈیڑھ مربعہ اراضی چک ۳۲ ج ب چک ۳۳ ج ب میں ایک مربعہ زمین ہے۔ ایک مربعہ زمین چک نمبر ۲۹۶ رکھ برانہ میں ایک مربعہ چک ۳۳۶ میں موجود ہے۔ ملک مظفر خان پولیس میں ہیڈ کنسٹیبل ضلع راولپنڈی رہ کر پنشن یاب ہوئے۔ اُن کا فرزند ارجمند ملک کٹو خان جنگ یورپ میں شامل رہا۔ اور بعد میں سرگودھا ڈپو میں رہ کر پنشن یاب ہوا۔

لفٹننٹ ملک محمد خان کے تمغہ جات مندرجہ ذیل ہیں۔ فیلڈ نیراہ ۔ کارونیشن دہلی۔ برٹش انڈیا۔ سلور جوبلی۔ تین کڑی والا تمغہ یعنے ہر ایک کام میں اعلیٰ ہیں۔ گانجر کی صحیح النسب ٹولنے ہیں اور اعلیٰ خاندان سے ملتے ہیں۔

راجہ کرن
راجہ لوح
راجہ لٹو
راجہ ہری چند
راجہ منوگر
رائے برجال
راجہ ٹوانہ
راجہ جے پال
راجہ نیپال
راجہ مل
پیرو
اودر
شہزادہ
بخاری
سدھاری
راجڑ
علی
شیر خان
ہیرو
پیرو
ویرو
جام علی
خضر
نظام
برخوردار
غلام محمد
سلطان
اسماعیل

حسن
عالو
طاہر
بجایا
الہ یار
شیر
سہراب
محمد
عطا محمد
حسین
فتح خان
غلام محمد
محمد نواز

Scanned by CamScanner

عالم شیر
کھبٹا
چھپٹا
رانجھا
حیات
مینہوں
سلطان
چراغ
سیارنگ
احمد یار
لدھا
ودھا
نورنگ
محمد بخش
غلام محمد
سلطان
محمد حیات
جہانہ
عطا محمد
غلام محمد
دوست محمد
خان محمد
محمد علی
احمد شیر
فلک شیر
نواب علی
شکر علی
نعمت علی
محمد شیر
عالم شیر
شیر علی
انعام علی
سلطان علی
دلہ یا عبداللہ
بڈھا
فتح خان
ولی
پہلوان
بوٹی
چنبہ
گلاب
بازا
احمد
عطا محمد
محمد
احمد

ملک شیر خان
ملک پیر شہ
ملک ویرو
ملک پیرو
اس جگہ گانجبڑی سنبلی مستیال
اور حسنال وغیرہ ملتے ہیں
اس ملک پیرو کی اولاد ملک
فندیال وغیرہ ہیں۔
اس کی اولاد بھی زراعت پیشہ ٹوانہ ہیں۔
اس نام سے نندیال مشہور
ہو گئے ہیں۔ ورنہ اصل ٹوانہ ہیں۔
ملک محمود خان
ملک شیر خان
ملک مبارز خان
ملک غلام حسین
ملک غلام محمد
ملک عزت خان
ملک جہان خان
ملک فتح شیر خان
عالم شیر
ملک نواب مبارز خان
ملک کپتان محمد ممتاز خان
ملک حبیب اللہ خان
ملک مظفر خان
ملک اورنگزیب خان
لفٹنٹ ملک خان محمد خان

ملک مستی خان
اس نام سے مستیال مشہور ہو گئے ہیں۔
ملک شہباز خان
ملک عبداللہ خان
ملک خنجر خان
ملک گھیبا
ملک صاحب
سلطان
ملک محمد اعظم خان
خان
سردار خان
امیر خان
نواب خان
الہ یار خان
عالم خان
عالمشیر خان
سلطان
گلجہان خان
فضل دین خان
محمد خان
غلام محمد خان
احمد خان
ملک سکندر خان
ملک احمد یار خان
ملک خان محمد خان

۴۳
شجرہ نسب قوم بالکی ٹوانہ
ملک ہیرو
ملک منگا
دولت
عبداللہ
دصیر
فوجہ
عثمان
عبداللہ
بالک
سلطان
طاہر
احمد
امیر
خدا بخش
گلمیر
عثمان
بالک
سلطان
گلکلیرا ٹوانہ ہے اس کی شاخ شجرہ نسب ٹوانہ سے ملتی ہے۔
شانہ
سبھورا
فتح
نورا
محمد
طاہر
جہانہ
لدھا
ودھا
خانوں
گاموں
بہادر
مبارز
سپارس
شیر
خان محمد
فتح محمد
محمد علی
عطا محمد
نور محمد
غلام محمد
علی محمد
گلاں
علی
گاموں
پھلا
دوست محمد
ملک سیف خانا
بخشابا
ملک حسن کی اولاد حسنال مستیال منڈال بالکی سنبلی رہاری ساوی قطبی وغیرہ سب ملک ہیرو سے ٹوانہ قوم کے ساتھ مل جاتے ہیں اور اپنے اپنے دادا کی گوت سے مشہور ہیں۔

سمیل جام علی آن جام علی ہیرو آن حکیم پھلے آن مقیم پھلے آن پھلا خضر آن خضر ہیرو آن - ہیرو شیر خان آن شیر خان راجڑ آن علی راجڑ آن -

اسی علی کے نام سے بجاری رہاری رتیال وغیرہ قوم ملک ہیرو ٹوانہ سے مِل جاتی ہیں - جو پہلا نام ملک شیر خان آیا ہے - اُس ملک شیر کا بیٹا ملک ہیرو شیر خان آن - ملک ویرو شیر خان آن ملک ہیرو شیر خان آن اِس جگہ پر ملک ویرو کی اولاد میں مستیال گانجڑی مندیال بھیل سنبلی شیر ملِ جاتے ہیں -

شیر خان راجڑ آن راجڑ بجاری آن بجاری اودر آن سدھاری اودر آن ملک شہزادہ اودر آن -

ملک شہزادہ سے تمام شاخ ملک خان صاحب بہادر کی اولاد کے ٹوانے لفٹننٹ ملک محمد شیر خان صاحب بہادر اور سر جرنل ملک محمد حیات خان صاحب بہادر اور کپتان ملک ممتاز خان صاحب بہادر اور ملک اللہ بخش خلف نواب خدا بخش صاحب بہادر اور اقوام ڈھوری وغیرہ سب اِس جگہ مِل جاتے ہیں ؀
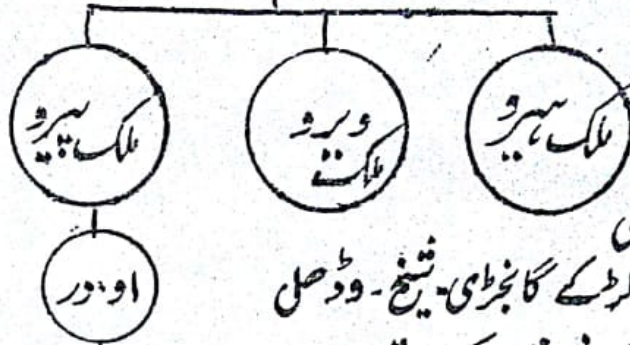
ملک شیر خان ٹوانہ
ملک ہیرو
ملک پیرو
شہزادہ
بخاری
منڈیال، سنبلی
تمری بھیں لڑکے گانجڑی۔ شیخ - وڈھل
رتیال سب ملک شیر خان کے ساتھ
آکر مل جاتے ہیں۔
ملک خان ٹوانہ کی
اولاد ڈھوری
مائل وغیرہ اسی ملک
شہزادہ کی شاخ ہیں
ملک فاضل خان
ملک جعفر خان
فتح خان
ملک راجہ خان
اس کی شادی ملک شاہاں قوم
ہٹری ٹوانہ کے گھر میں ہوئی ہے۔
ملک امیر
گل بیگ
لال بیگ
گل بیگ
اس کی شادی قوم جوڑہ کے
گھر میں ہے
غلام محمد
اس کی شادی ملک شیر دست قوم
دھوری ٹوانہ کی پوتی کے ساتھ ہے
جو ملک مہر خان کی بیٹی ہے۔
ان کی ناطہ داری
تمام قوم ٹوانہ سے
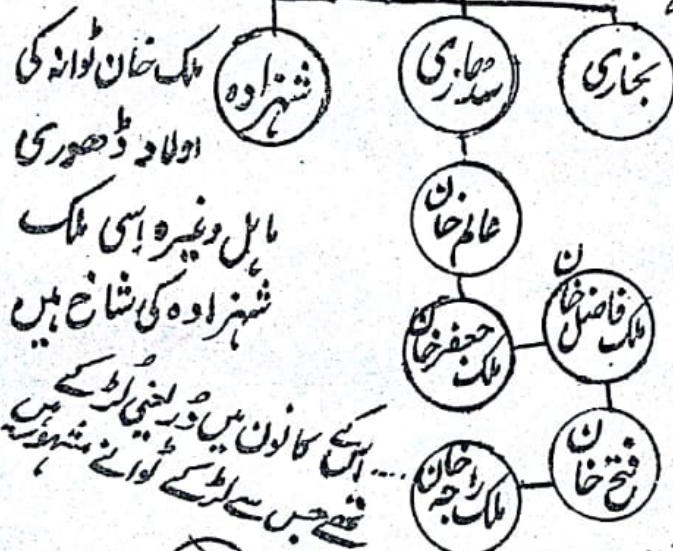
......اسی ملک صاحب ملک اللہ داد خان نے چاہ بینی کنواں
نکالا۔ اور میٹھا پانی نکلا جو منڈھ ٹوانہ کے نام سے مشہور
ہوا۔ اور اب بھی ہے:
ملک اللہ داد خان
ملک شیر خان
ملک خان صاحب بہادر
ملک سنگ خان
ملک عالم شیر خان
ملک فتح خان
ملک خدا یار خان
ملک احمد یار خان
ملک جہان خان
ملک فتح خان
ملک غلام حسین
ملک مرزا خان
ملک فتح خان
ملک احمد خان
ملک سلطان خان
ملک احمد خان
ملک شیر بہادر خان
نواب ملک فتح شیر خان
ملک عالم شیر خان
ملک محمد یعقوب
ملک غلام محمد خان
ملک خان محمد خان
ملک محمد شیر خان
ملک محمد حیات
ملک فتح خان
اورنگ زیب
ملک خان
خدا یار
ملک احمد یار
ملک فتح خان
ملک فتح خان
ملک جہان خان
ملک صاحب خان
ملک قادر بخش خان
ملک عالم خان
ملک مظفر خان
ملک احمد یار خان
ملک محمد خان
ملک امیر خان
ملک شیر محمد خان
ملک محمد حیات
ملک خضر حیات خان
ملک غلام جیلانی خان
ملک دوست محمد خان
ملک شیر محمد خان

ملک پیر شوانہ
ملک نور دین
ملک خیر دین
ملک مستقیم
بلوچا
پیارا
محمود
عادل
فاضل
باقر
عاقل
خان محمد
نور محمد
فتح محمد
محمد اکبر
محمد ذاکر
سرور خان
محمد خان
لنگر خان
خدایار
احمد خان

یہ شجرہ قوم کھوکھر کا ہے ۔ اور یہ قوم کھوکھر ضلع میانوالی علاقہ کُنڈیال
میں رہتے ہیں ۔ نہایت معزز اور شریف خاندان ہیں ۔ ان میں ایک آدمی میاں
غلام محمد المعروف گاہن جراحی کا کام کرتا ہے ۔ اور موضع کُنڈیال میں اُس کا اپنا
ہسپتال ہے ۔ جو پبلک کو عام فائدہ پہنچ رہا ہے ۔

شجرہ نسب قوم کھوکھر اور آوان کا قطب شاہ سے لے کر محمد حنیفہ
علیہ الرحمۃ تک اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت آدم علیہ السلام تک صحیح
اور پورا درج ہو چکا ہے ۔ تاریخ عرب الہند میں اکبر سے کھوکھر اور لٹو والے
کلیرے کھوکھر حضور پور روشن پور میٹھہ لک موضع ستینیو ڈراوی بڈھ بنبول
نڈھا وڈاگھر وغیرہ اوچ گل امام تک درج ہے ۔ نیچے کے اسماء کھوکھرین
ملک کالے خان المعروف کالو کھوکھر تک درج ہیں ۔ ملک کالے خان
سے نیچے چند قومیں جو اندراج سے رہ گئی تھیں وہ یہ ہیں :۔

اللہ دتہ
پیارا
ماہی
محمود
عظیم
محمد بخش
امام بخش
حسین بخش
خان
بہادر
احمد
الٰہی بخش
محمد بخش
محمود
امام بخش
خدا بخش
غلام رضا
غلام شبیر
شہزاد
الٰہی بخش
امام بخش
قادر بخش
سرور
خدا بخش
رانجھا

۵۶
یار محمد
لعل خان
فیض اللہ
حافظ علی محمد
جہان
فتح خان
سلطان
محمد
غلام محمد
عالم خان
زمان
احمد خان

یار محمد
غلام محمد
بشیر احمد
فیض اللہ
حافظ علی محمد
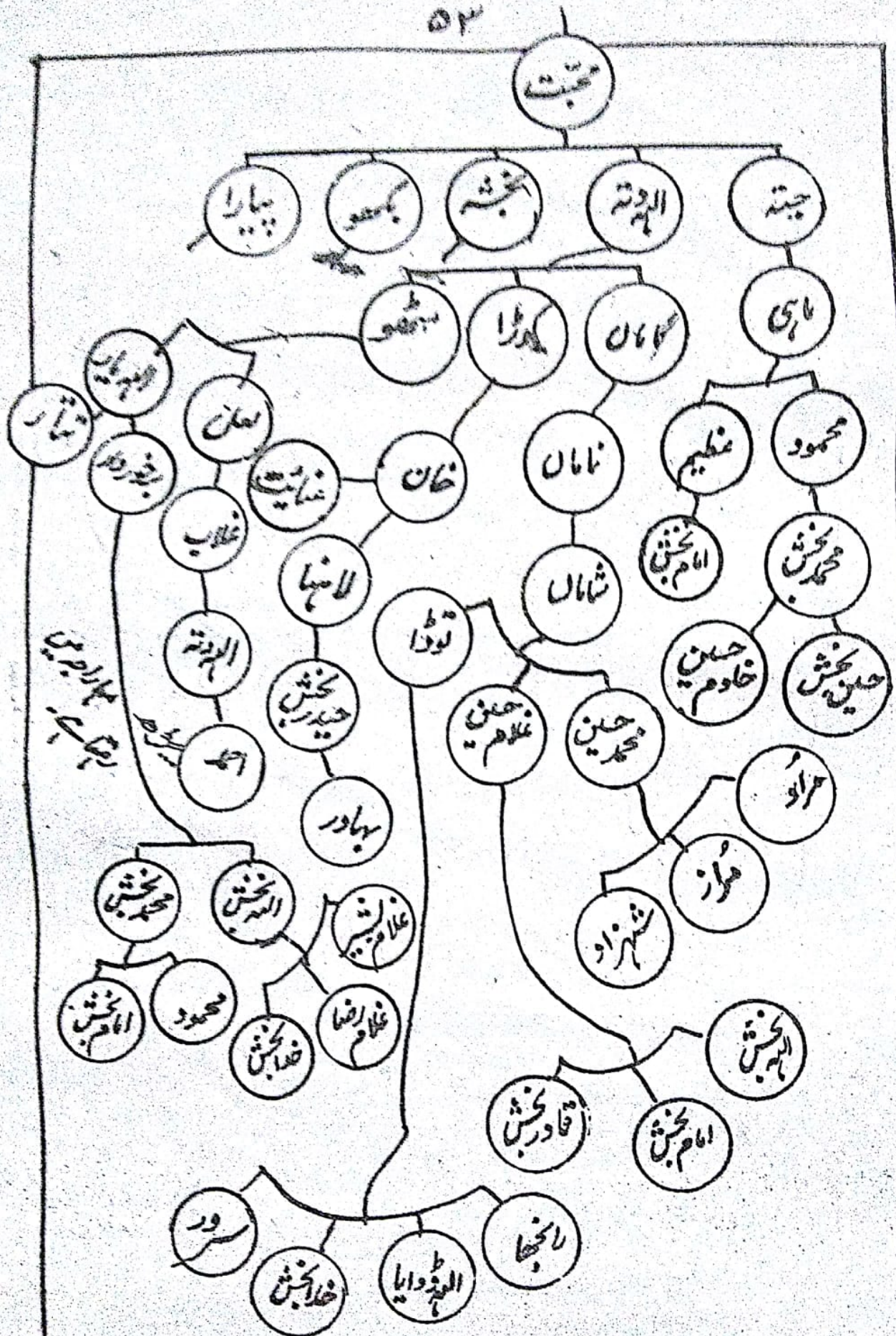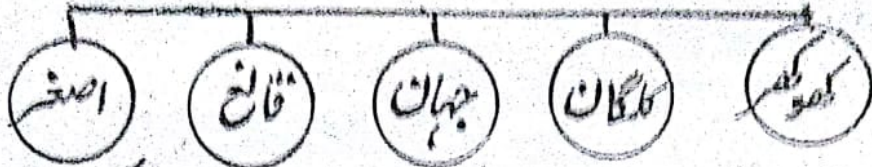
قطب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرب سے تشریف لاکر سندھ پنجاب کی سرحد پر مقیم ہوئے۔ ان کی اولاد بہادر غازی اور مبلغ اسلام ہوئے پنجاب میں ہر جگہ ان کی اولاد ملک اور سردار اور رئیس اعظم ہیں۔ مگر ایک دوسرے کی اطاعت کرنی اور فرمانبرداری کرنی ان کا دستور نہیں۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر شہزادہ ہے۔ اور کل اعوان اعلیٰ نسب رکھتے ہیں مگر کالا باغ اور ڈمن ملتان اور مٹھہ ٹوانہ والے اعوان جو ملک طور خان کی نسب سے ملتے ہیں۔ وہ اعلیٰ خاندان ہیں اور طورانی کہلاتے ہیں۔ ملک شیر جنگ طورانی سے کڑاوگ کا خطاب ہو گیا۔

سکیسر کے علاقہ میں ایک اژدہا رہتا تھا جس کے خوف سے لوگوں نے وہ علاقہ چھوڑ دیا تھا۔ کالے باغ سے شیر جنگ نے اپنے مزارعہ زمیندار ساتھ لے کر حد بندی کی لکیر سکیسر کی حد تک ڈالی۔ راستے میں وہی اژدہا سامنے ہوا۔ مزارعوں نے فریاد اور واویلا شروع کیا۔ مگر شیر جنگ گھوڑا دوڑا کر آیا۔ اور چابکوں سے اس اژدر کو بے حال کر دیا۔ مگر جان سے نہ مارا۔ کہ ملک کو دکھلا کر کالے باغ لے جاوینگے۔ ایک اپالی کو حکم دیا کہ کراوگ کی لکڑی کے ساتھ اس کو باندھ کر کڑ دو۔ اس واسطے شیر جنگ کی اولاد کا خطاب کڑاوگ ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ کڑاوگ سے کڑوگ اعوان مشہور ہو گئے۔ مگر اصل میں وہ خالص اعوان ہیں۔ اور پورے سلطان ہیں۔ حافظ اور عالم متشرع ہیں۔ چنانچہ یہ مسئلہ اظہر من الشمس ہے کہ حافظ حیات رحمۃ اللہ علیہ مٹھہ ٹوانہ کے گورستان کے مالک اور محافظ ہیں۔ اور یہ گورستان مٹھہ ٹوانہ والا اب بھی کڑوگوں والا ٹبہ کہلاتا ہے۔ اعلیٰ خاندان سے ہیں۔ آج تو سوٹے کی بھینس ہے جو

دولت سے بن گیا۔ وہی الٰی خاندان ہے۔ مگر اصلی نسب جو ہے ہر ایک خاندانی نسب سے ظاہر ہو جاتا ہے۔

کعب کے زمانہ میں خاندان قریش کے ایک نشوونما قبیلہ تھے۔ اور ان قبیلہ جابر اور غالب قوم تھی کہ کوئی ان کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتا تھا۔ اور جس راہ یا جس ملک پر بھی چڑھائی کرتے تھے۔ لوگ ان کے تابعدار اور یا جانثار ہو جاتے تھے۔ مگر تمام سرکاران میں کوئی بادشاہ یا سرپرست سرگروہ نہیں تھا۔ ہر قبیلہ میں چند شخص بہادر یا معزز افسر ہوتے تھے۔ جو دُنیاوی معاملات میں ایک دوسرے کی امداد کرتے تھے۔

حضرت مطلب صاحب کے وقت خانہ کعبہ کی حفاظت اور مکہ معظمہ کی سرداری عبدالمطلب صاحب کے ذمہ تھی۔ اور تمام عرب میں ان کا زور تھا اور لوگ ان کا سکہ مانتے تھے۔

حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آکر بادشاہی شریعت کی ہوئی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکموں کی متابعت اور پیروی ہونے لگی۔ لوگ جاہلیت سے نکل کر راہ راست پر آگئے۔ اور تمام زنا چوری فسق وفجور جعلی بخیلی حرام مکروہ وغیرہ سے پرہیز کرنے لگے۔ اور راستہ سیدھا پکڑ کر اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ روم شام۔ ایران۔ ترکستان یورپ مصر وغیرہ اسلام کے معتقد اور قبضہ میں آگئے کہ دفعتہً اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جام وصال نوش فرما کر حضوری رب العلمین میں حاضر ہوئے یعنی دُنیا سے رحلت فرمائی۔ جس کے باعث، تمام ملک میں ہلچل اور کھلبلی مچ گئی۔ اور لوگ مرتد اور منافق ہوگئے۔ اسلام میں کمزوری آگئی تو اصحابان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت علی مرتضےٰ شیر خدا اور امیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اصحاب کبار نے متفق ہو کر دستار حضرت

ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر رکھی۔ اور آپ ایک کے انتظام میں سرگرم ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید کو اور امیر عکاشہ رضا کو اور حذیفہ بن محصن رضا کو سپہ سالار فوج مقرر کرکے طلیحہ مرتد کی طرف جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اور شہر دبا کا بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ روانہ کیا۔ جب فوجیں قلعہ سمیرا میں پہنچیں۔ امیر عکاشہ نے عینیہ کو میدان کارزار میں گرفتار کرکے مکہ معظمہ روانہ کیا۔ اور خود طلیحہ جو فرار ہو گیا تھا۔ اس کی طرف روانہ ہوئے۔ اس کا مفصل حال تاریخ عرب الصفا میں درج ہو کر ظاہر کیا گیا ہے۔

جنگ احد اور بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے خالد بن ولید اور طلحہ اور زبیر کے حذیفہ بن محصن کے جان نثار وفادار تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رفیق تھے۔ مُہر نبوت کا بوسہ لینا کی روایت ادنیٰ اعلیٰ کو معلوم ہے۔ کعب کی نسب اور خزیمہ کی اولاد ہیں۔ صحیح النسب قریشی ہیں۔ بہادر اور جنگجو ہیں۔

عبدالوہاب اور امیر عکاشہ اور امیر غالب کی اولاد ہر طرح اور ہر کتاب سے صحیح النسب قریشی ہیں۔ ان کی اولاد یعنی امیر عکاشہ کے بیٹے ملک سندھ پر محمد بن قاسم کے بعد حاکم یعنی بادشاہ یا گورنر سندھ رہے ہے۔ آج کل امیر عکاشہ کی اولاد تنگدست اور غریب ہے۔ مگر رسالدار صوبیدار اور مالک زمین اور ملک کے بھی ہیں۔ امیر عکاشہ دین اور دنیا میں ہر طرح سے قریش میں ممتاز تھا۔ جیسے آج کل اس کی اولاد خوش الحان۔ فصیح زبان خاطر خواہ۔ اور بہادری شجاعت۔ غیرت اور عزت میں سب قوموں سے برتر ہے عام قومیں جس جگہ جی چاہا ناطہ دے دیا۔ اور لے لیا۔ مگر یہ شریف قوم تیرہ سو برس سے لے کر آج تک ناطہ داری بغیر اپنی قوم کے کسی راجپوت مغل آوان وغیرہ سے نہیں کرتی۔ تو اس حساب سے امیر عکاشہ کی بزرگی

اور کرامت اور صحیح النسب قریشی ہونے کی دلیل پیش کرتی ہے۔ شاہسواری چابک سواری۔ نیزہ بازی وغیرہ قریش عرب کا جدی ورثہ ہے۔ اس سے بھی عالم علم انساب قوم صحیح النسب قریشی ہیں۔ گو "گھر ٹھکو نوب ہے تے ڈیوڑھی" مہمان نوازی کا یہ حال ہے۔ کہ چارپائی گروی رکھ کر بھی مہمان کو حلوا پلاؤ گوشت کھلاتے ہیں۔

جو آثار قدرت سے قریش میں ہیں ان عالم علم انساب قریشیوں میں پوری نشانیاں اور پرانی کتابوں سے صحیح النسب قریشی ثابت ہیں۔

مٹھہ ٹوانہ میں جس قدر قریشی عالم علم و انساب امیر عکاشہ اور عبد الوہاب کی اولاد سے ہیں۔ بعضے دربو وال ہیں۔ اور بعضے جنتیم خیل مشہور ہیں۔ خداوند کریم کے فضل سے آسودہ حال ہیں کاشتکاری اور زمینداری ان کا پیشہ ہے۔ اور ملازمت گورنمنٹ میں اچھے عہدوں پر ممتاز ہیں۔ اور پنشنر بھی ہیں۔ انہی میں سے فقیر خدا بخش عفی اللہ عنہٗ قادری سروری اویسی حضرت قاری صاحب کے سلسلہ سے منسلک ہو کر حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت پیران پیر دستگیر پیر محی الدین جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے طریقہ قادریہ میں خلیفہ ہیں۔ اور حضرت قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے نظر کردہ اور سجادہ نشین اور مؤلف روایات منشی محمد رمضان کے والد بزرگوار اور فیض بخش عام ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان پر رحمت برسا دے۔ آمین۔ ثم آمین۔
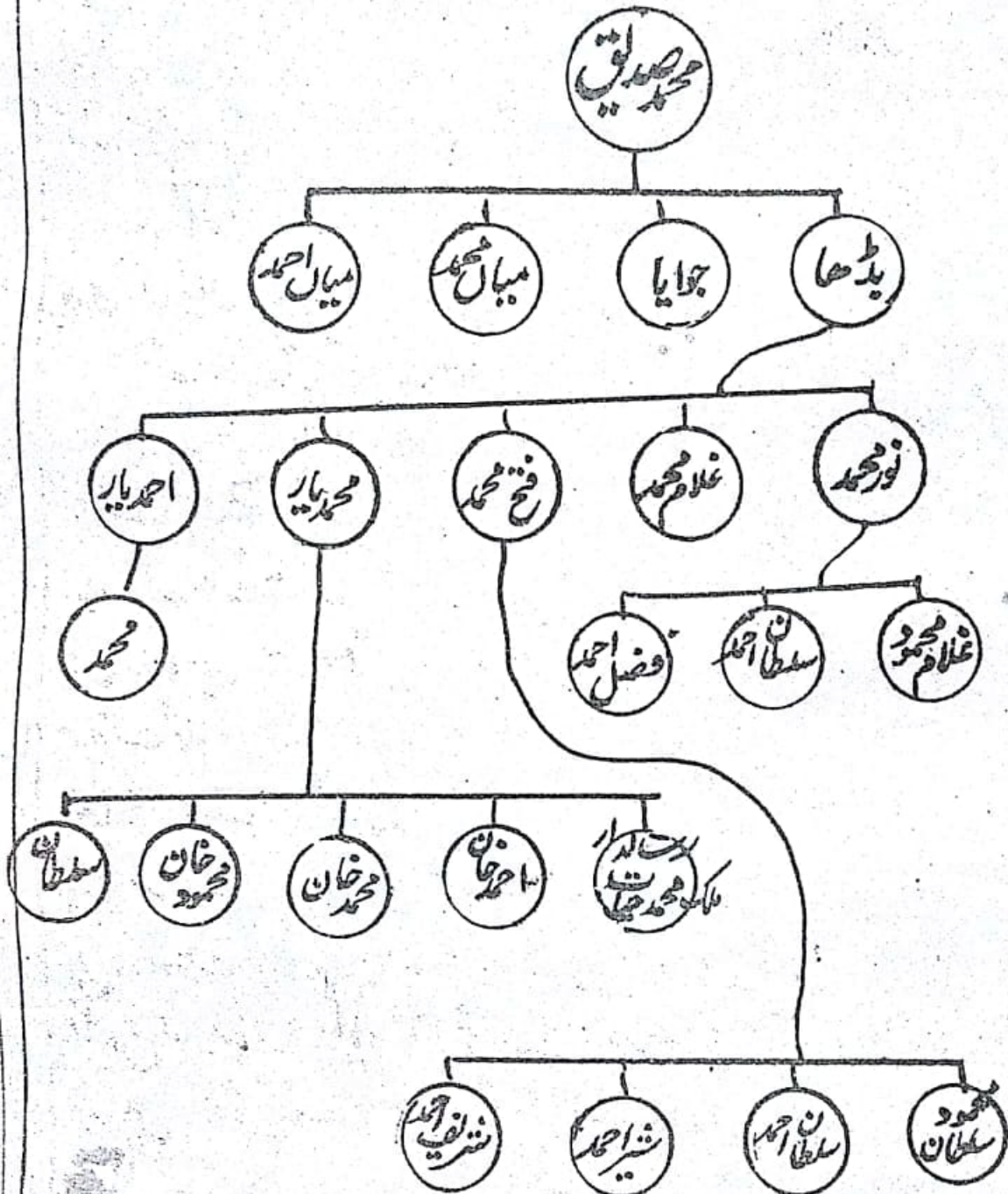
(ناتھ سلیم [illegible])

قوم بھٹی مٹھہ ٹوانہ
محمد صدیق
بڈھا
جوایا
میاں محمد
میاں احمد
نور محمد
غلام محمد
فتح محمد
محمد یار
احمد یار
غلام محمود
سلطان احمد
فضل احمد
محمد
احمد خان
محمد خان
محمود خان
محمود سلطان
سلطان احمد
شبیر احمد
شریف احمد

روشن
جہانہ
اللہ دتہ
محمد علی
غلام محمد
عمر
محمد
احمد
عثمان
صدیق
محمد علی
غلام عباس
غلام محمد
محمد اعظم
دوست محمد
عطا محمد
عبداللہ
کرم دین
عبدالخالق
اللہ یار
علی
جانو
اعظم
معظم
سلطان
غلام حسین
غلام حسن
کوڑا
سلطان احمد
اللہ یار
غلام محمد
شیر محمد
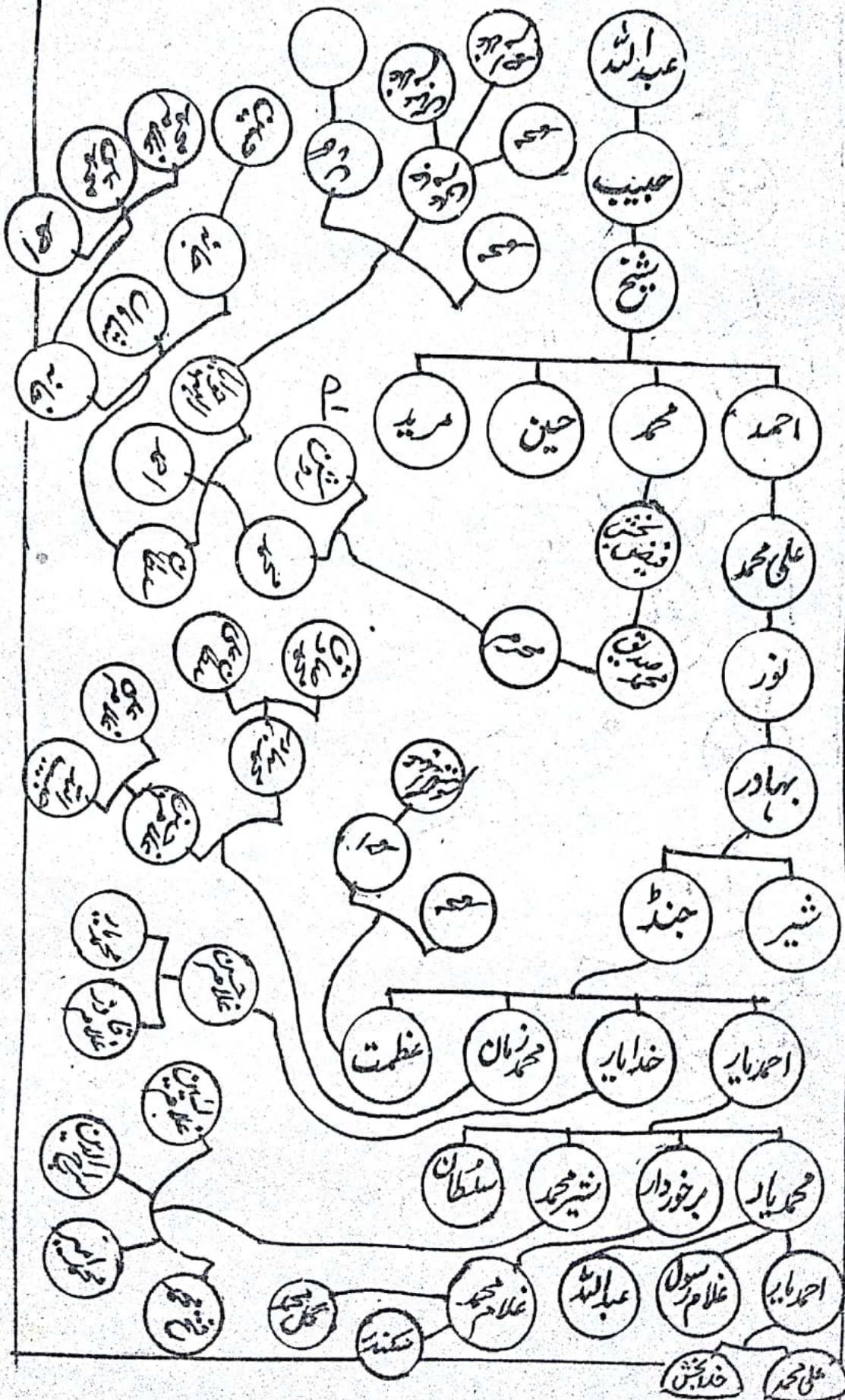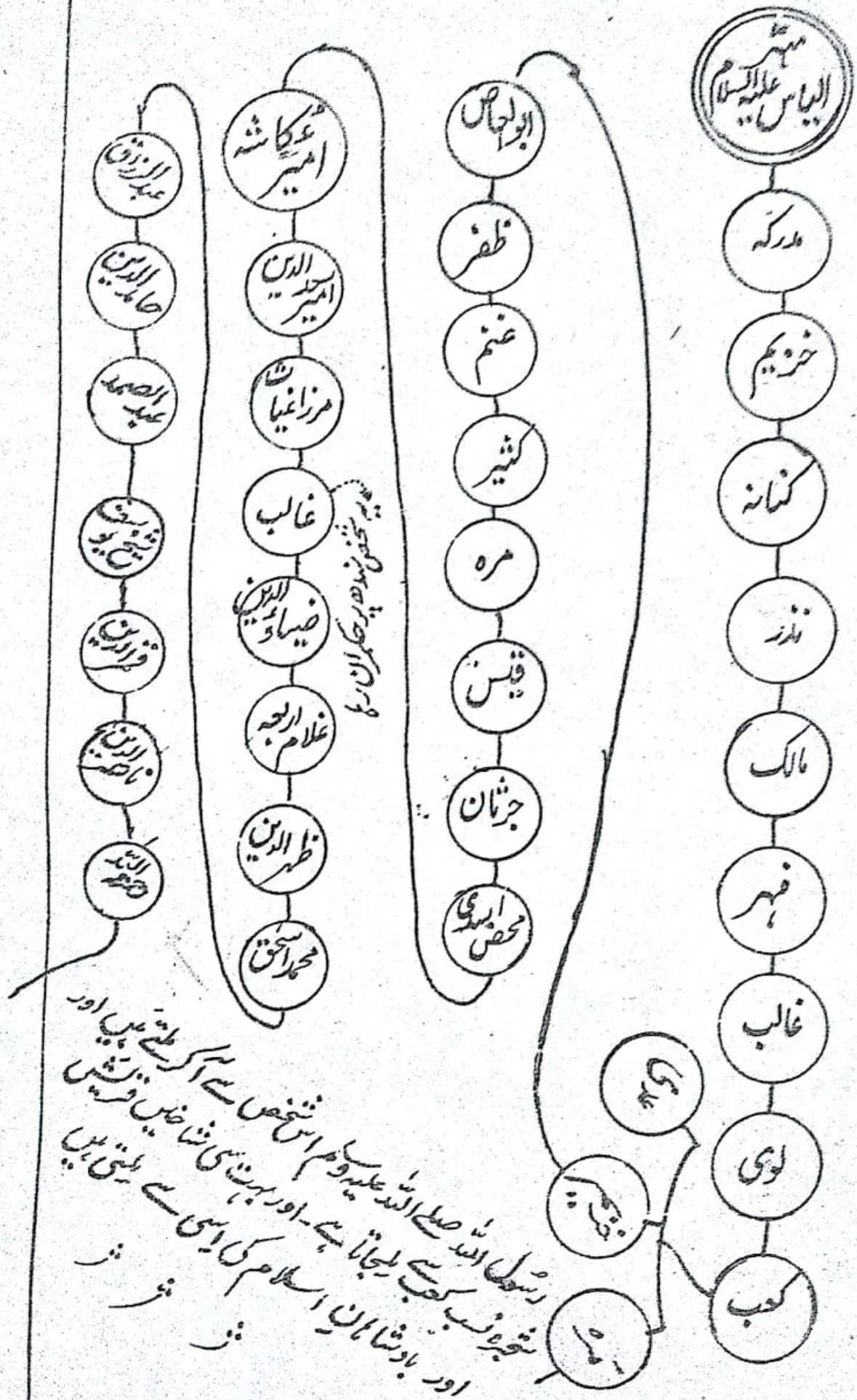
موضع کھوڑے - یہ قوم قریشی ہیں - اور موضع کھوڑا میں رہتے ہیں *

محمد قاسم کی اولاد واں بھچر یا ہل کندیاں اور
اُترائے اور شون سکیسر میں رہتی ہے۔
محمد قاسم
عالم دین
عبدالرشید
محمد صدیق
غلام جعفر
محمد یار
عبدالسبحان
فیض بخش
محمد صدیق
احمد بخش
غلام صدیق
محمد
خلیل الرحمن
عمر
غلام محمد
شاہ محمد
دریام
عمر
محمد
جیون
رمضان
محمد زمان
احمد
غلام محمد

غازی
زمان
اعظم
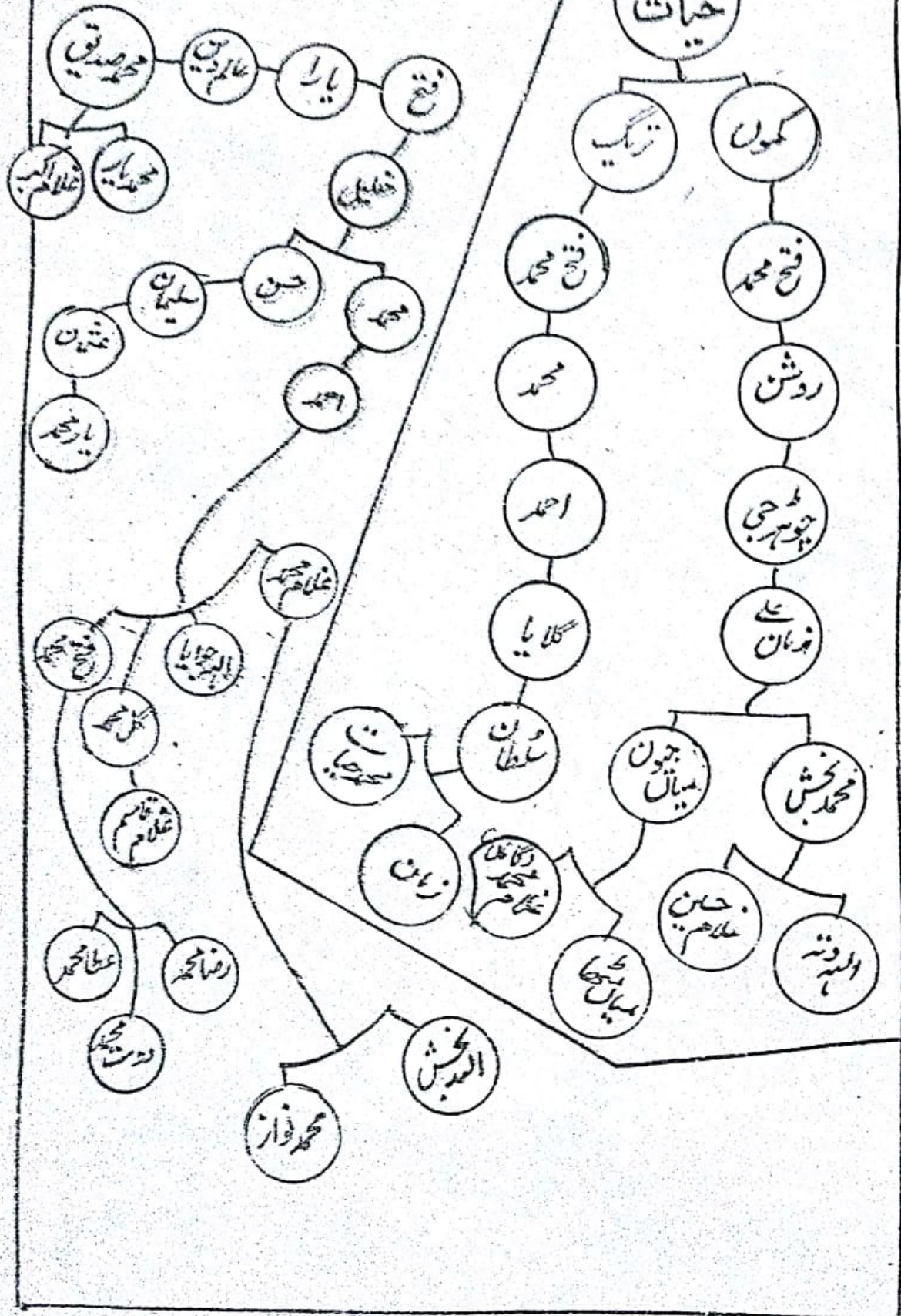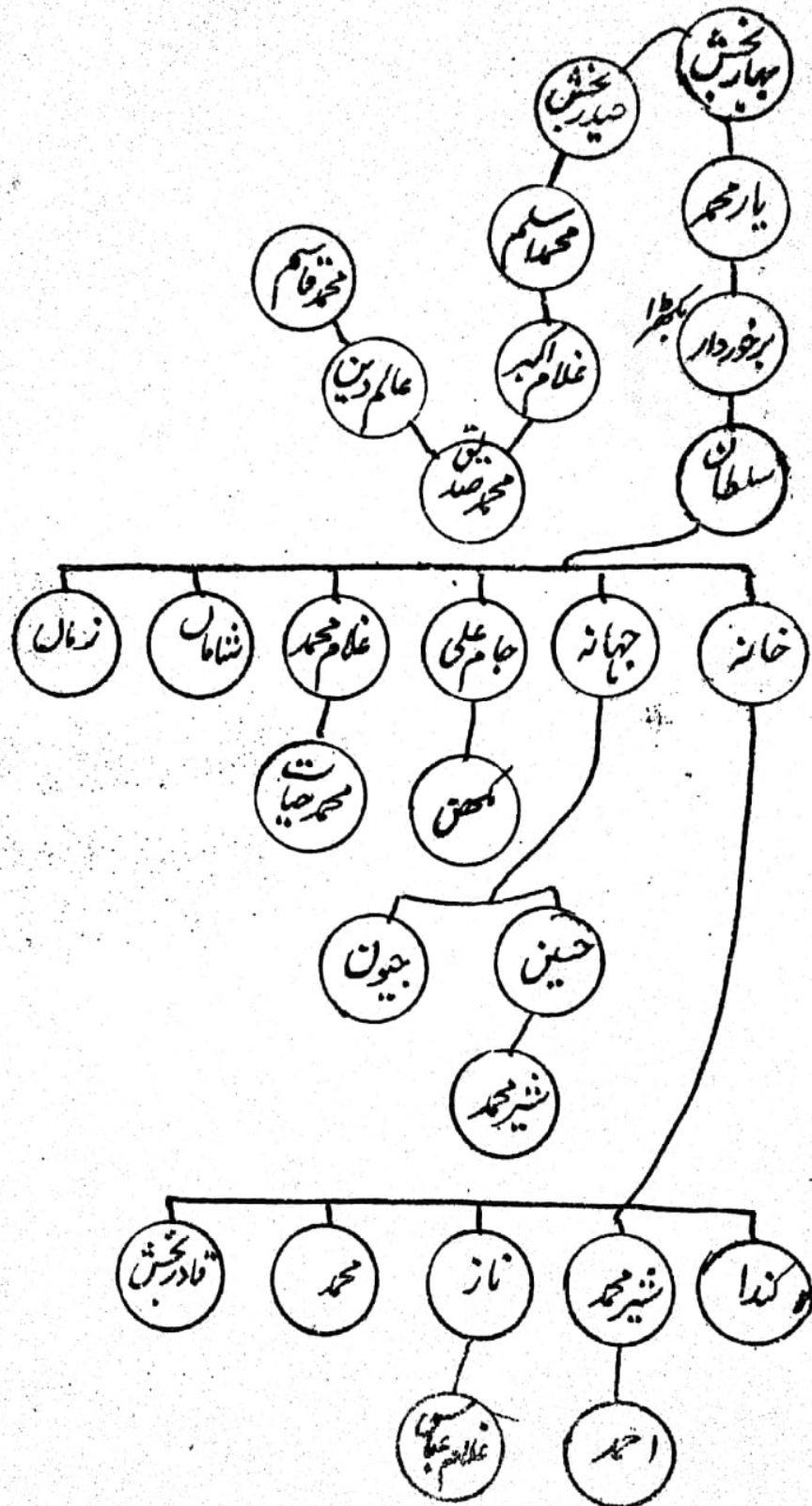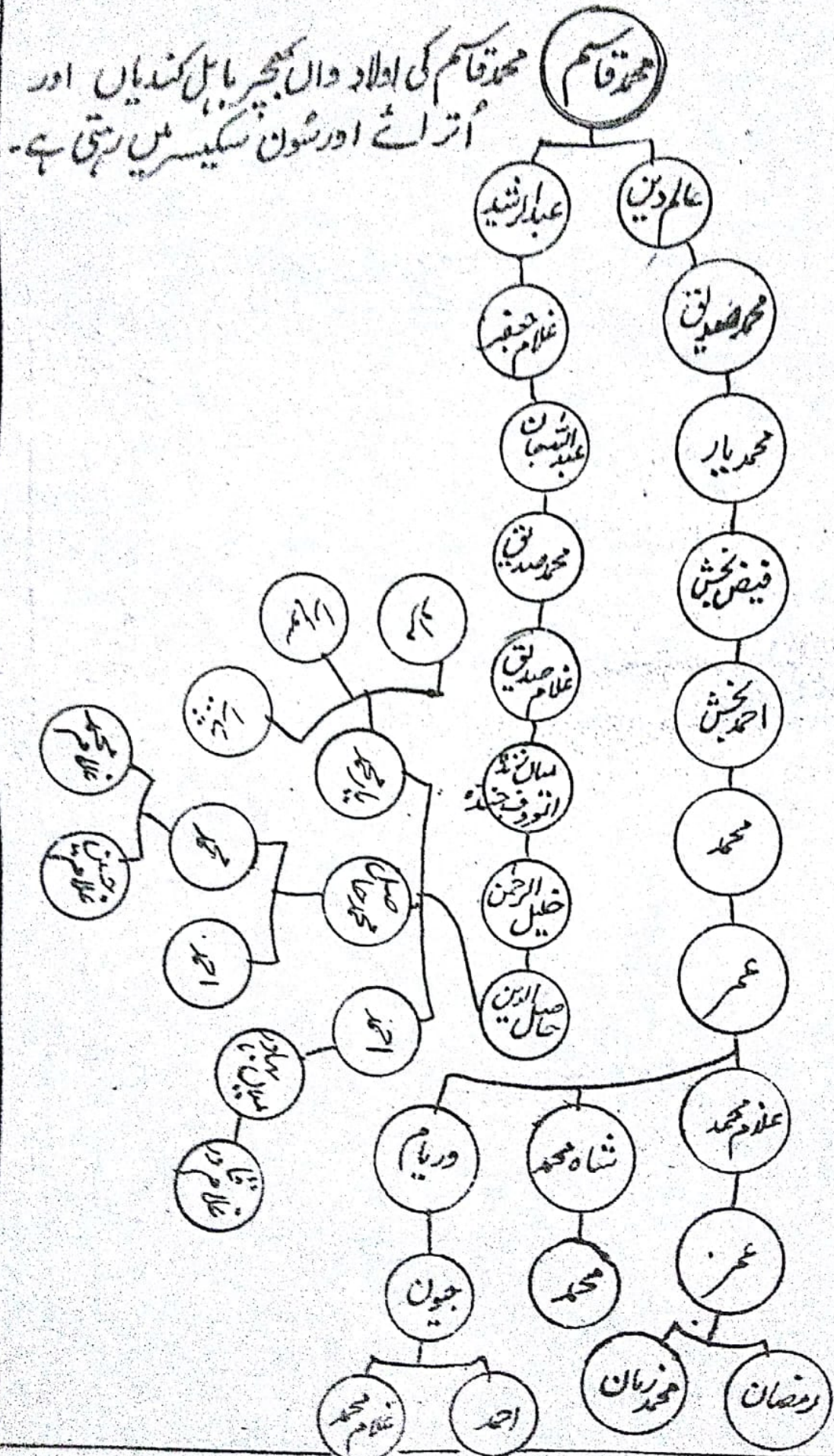
شجرہ نسب ملک گوڑا ولد قطب شاہ جو تاریخ عرب الہند میں درج
ہو چکا ہے بقیہ اقوام کھوکھر و اعوان ضمیمہ عرب الہند میں درج ہیں ؛
قطب شاہ
المعروف کھوکھر
زمان علی
گوڑا المعروف
محمد علی
کلگان فضل علی
جہان شاہ
قائم
اصغر علی
سجن
کوڈ
جیت
مانسی
جھنگ
بدھ
دھروار
اعوان
ایک سو بائیس شاخ قوم اعوان گوڑا سے ملتی ہے۔
ملک طور خان
اسی کی اولاد کالا باغ اور کٹن ملتان والے اعوان ہیں
کمر بند خان
بلند خان
ملک سکھا خان
اسی کی اولاد کالا باغ والے ملک ہیں جو اعوان قوم کے سردار چلے آئے ہیں ؛
مانسی خان
حبیب خان

شہاب الدین
حامد
یوسف
شیرا
سلطان
محمد یار
رحمہ
اعظم
روشن
برخوردار
محمد یار
الہ یار
یہ موضع شورکی میں رہتے ہیں
یہ موضع جالر میں رہتے ہیں
محمد
چاکر
ملوک
مستی
نورایا
اسکی اولاد کوٹ عیسیٰ شاہ
اسکی اولاد موضع حنبڑانوالہ میں ہے
اسکی اولاد نورپور ٹوانہ میں ہے
شیرا
سرخرو
سلطان
خان محمد
فاضل
حامد
جعفر
ملوک
نورپور ٹوانہ
پیارا
حاجی

شہاب الدین
نور محمد
غلام مصطفیٰ
میاں عبد اللہ
المعروف ناتو
اسکی اولاد خوشاب وغیرہ کیطرف ہے
رحمتہ
چھینا
نجابت
محمد یوسف
لکھو
نور محمد
کھیورا

ملک شہاب الدین کا ذکر تاریخ عرب الہند حصّہ اوّل میں آچکا ہے۔ کہ اس کی اولاد غیر زراعت پیشہ ہو گئی ہے۔ ان صاحبان کی شادی ایک دستکاری کرنے والے میاں محمد دین لوہار کے گھر میں ہو گئی تھی۔ اس واسطے ان کی اولاد بھی لوہار اور ترکھان کا کام کرنے لگ گئی۔ ورنہ اصل اعوان اور قطب شاہی خاندان ہیں۔

غدر کے زمانہ میں اور آج بھی جن جن شہروں میں ہیں بڑے بہادر دلاور اور نامور آدمی ہیں۔ اور بعضوں کے پاس زمین بھی بہت ہے۔ اور کاشتکاری کرتے ہیں مگر جو اول مشہور ہو جاوے۔ وہ چند روز بعد ہی ظاہر ہوتی ہے۔

اسی طرح ملک مکھانہ اور متی کی اولاد صحیح النسب اعوان ہیں۔ اور خوشاب میں جراحی کی حکمت کرنے سے جراح مشہور ہو گئے اور کھیتی نہ کرنے کے سبب گوت دوسری مشہور ہو گئی۔ یعنی ملک سلطان احمد کا خطاب منشی ہونے کے سبب منشی سلطان احمد مشہور ہو گیا۔ جو کام کوئی کرتا ہے۔ وہی گوت مشہور ہو جاتی ہے۔ ورنہ میاں محمد اور میاں الہ جوایا کی اولاد بموجب شجرہ نسب کے صحیح النسب اعوان ہیں اور خوشاب میں مسکن ہیں۔ جن کا شجرہ نسب قطب شاہ تک صحیح ہو کر ملتا ہے۔

اسی طرح کنڈیاں ضلع میانوالی میں میاں گاماں جراح جو اقوام کھوکھر سے اس کی شاخ صحیح النسب ہو کر ملتی ہے۔ اور قطب شاہ تک شجرہ درست ہے۔ مگر جراحی کے سبب ان کو زراعت پیشہ سے علیحدہ کر رکھا ہے۔ بے ہنر یا کسب روزی کمانے کا ایک ہی ذریعہ ہے اس سے اصلی شاخ یا گوت ضائع نہیں ہوتی ؀

(حاجی محمد اسلم)

عباس
محمد
حکیم
غلام دین
رمضان
فتح دین
نور محمد
احمد یار
جمال
عبدالشکور
عبدالغفور
محمد شعیب
میاں محمد
سلطان احمد
اس کی اولاد انگہ اور لاوہ میں ہے۔
سلیمان
غلام دین
رمضان
غلام رسول
گل محمد
سلیمان
عبدالرحمن
فتح محمد
علی محمد
خان محمد
غلام حسن
قاسم
ہاشم
میاں احمد
اس کی اولاد انب پر ہے۔
عبدالرحمن
میاں محمود
میاں فاضل
یار محمد
غلام محمد
سلطان علی
میاں حیات
نور محمد
عطار سول
میاں غلام رسول
اوچھیالی میں رہتے ہیں۔

کل اسٹر قوم کا بزرگ یہی ہے
اس جگہ ہڑیونی والے اسٹر
اور شنکر گڑھ والے ملجاتے
ہیں
ملک بوگر کھوکھر
جہانداد خان کھوکھر
جہانداد خان
عادل
ملک سلطان
ملک مہر خان
امیر خان
غلام اکبر
ودھا
عالم دین
کمال
جعفر
پیر بخش
فتح
اکبر
شہباز
احمد خان
خان محمد
جہان خان
برخوردار
سلطان
یار محمد
محمد یار
امیر خان
دفعدار
فتح محمد
محمد یار
دفعدار
مظفر خان
محمد مدار خان
شیر علی
محمد حسین خان
محمد زمان
محمد ابی زر خان
غلام محمد
دوست محمد
سلطان محمد
علی محمد
محمد شفیع
عاشق حسین
نور محمد
خدا بخش
سلطان محمود
صالح محمد
محمد حنیف
یہ اسٹر قوم کھوکھر میں مگر
ضلع میانوالی اور مظفر گڑھ
میں جٹ زراعت پیشہ درجہ میں بہت
شہروں میں نمبردار اور ذیلدار بھی ہیں خاص کھوکھر
ہیں

ملک جہانداد خان سے لے کر مظفر خان اور مدار خان اور کرمِٹہ فتح محمد اور محمد یار تک صحیح النسب کھوکھر ہیں۔ مگر قانون گورنمنٹ عالیہ سے تمام قوم اسٹر کھوکھر کا اندراج جٹ زراعت پیشہ ہے۔ ہرنولی وغیرہ کا یہی اندراج ہے اور سب کے سب ملک جہان داد خان کی اولاد ہیں ۔

میاں دادن صاحب ایک اولیاء اللہ گذرے ہیں جن کا مزار شریف
وجھارہ میں ہے۔ آپ خاندان بھٹی کے ایک معزز نسل نسب سے تھے آپ کا

حالات ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ گجیال پنڈی بھٹیاں اور جیسلمیر کے بھٹیوں سے آپ کا شجرہ نسب ملتا ہے۔ کچھ شاخیں آپ کی قوم کی پاکپتن منٹگمری وغیرہ میں بھی ہیں۔

میاں دادن صاحبؒ

میاں دادن صاحبؒ ایک کامل بزرگ وان بھچراں میں گذرے ہیں۔ آپ نہایت حلیم طبع خلیق اور نیک بخت مرد تھے۔ اور تمام خلق خدا پر نظر رحمت و شفقت رکھتے تھے۔ اپنی حیات مستعار میں ہزاروں فیض بندگان خدا پر کئے۔ اور نہایت فیاضی سے ملک کو اپنے فیض سے سرفراز فرمایا۔ جان و مال اولاد رزق صحت۔ بیماری ہر ایک کام میں مجیب الدعوات تھے۔ اور دعا کی تاثیر کیوجہ سے تمام خلقت ان کی معتقد تھی۔ زمانہ حیات میں ان کے در دولت پر ایک جم غفیر ہر دم موجود رہتا تھا۔ اور خوشی اور رحم دلی سے ہر ایک شخص کی دلی مراد درگاہ رب العالمین سے منظور کرواتے تھے۔ ان کا فیض عام تھا۔

قریباً ۷۰ سال کی عمر میں دنیا سے رحلت فرمائی۔ ان کا عالیشان مسجد اور جنڈ موضع وان بھچراں میں اب بھی موجود ہے۔ اور آپ کا مرقد مبارک وچھار کے گورستان میں اب بھی موجود ہے۔ اس اندھیری دنیا اور تاریک زمانہ اور بے اعتقاد مخلوق میں اب تک بھی ان کا فیض جاری ہے۔ بارش کی تنگی کیوقت اب بھی لوگ مزار مبارک پر جا کر دعا مانگتے ہیں۔ اور مقبرہ کی چار دیواری کی لپائی وغیرہ کر کے ان کے روح مبارک کو شفیع کر کے خداوند کریم کی جناب میں دعا طلب کرتے ہیں۔ فوراً بارش شروع ہو جاتی ہے۔ وباء وغیرہ دور ہوتی ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت شروع ہوتی ہے۔

آپ کی اولاد مٹھہ ٹوانہ ضلع شاہ پور اور علاقہ پاکپتن لائلپور وغیرہ بہت سے شہروں میں مقیم ہے۔ آپ بزرگ اقوام بھٹی راجپوت سے تھے۔

آپ کے جدِ امجد پنڈی بھٹیاں اور بھٹنڈا کی طرف سے نشترلقیب لائے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب بیکانیر جیسالمیر اور لوئر ستلج کے بھٹیوں سے ملتا ہے پیپانوالی کے بھٹیوں سے بھی آپ کا شجرہ نسب ملتا ہے۔ قوم اُتراسے جو راجہ کام دیو کی اولاد ہیں اُتم رائے مشہور ہے اور راجہ کرن سے جا کر ملتا ہے بھٹی اور اُتم رائے راجہ کام دیو کی اولاد ہیں۔ اتم رائے کا شجرہ قوم بھٹورا علاقہ دریائے چناب سے ملتا ہے۔ اور ٹوانے اور ہرل۔ کھرل بسیال میکن۔ اُترا۔ بھٹی اور ڈھڈھی۔ نون۔ گھیبے وغیرہ سب راجپوتی قومیں ہیں۔ اور راجہ کرن اور بکرماجیت سے ملتی ہیں۔ مگر عموماً ان قوموں کا عالم علم انساب یعنی شجرہ خوان صاحب علم نہیں ہے جس واسطے اُترائے اور بھٹی مخلوط قومیں ہوگئی ہیں۔ اور نیچ قومیں بھی دعویٰ دار ہیں کہ ہم بھی بھٹی ہیں۔ اگر شجرہ خوان جدی ہو تو سب کچھ قانوناً اور شرعاً ثابت ہوسکتا ہے۔ ورنہ قوم اُترائے دُنیا کے راجپوتوں میں اُتم قوم ہے۔ جیسا اُن کے خطاب سے ظاہر ہے۔

حضرت میاں دادن صاحب کی زمین سکنی اور زرعی جائیداد وال بھچراں میں موجود ہے۔ اور اُن کی اولاد اپنی کم لیاقتی کے سبب جائیداد وغیرہ چھوڑ کر سکھاشاہی کے زمانے میں وان بھچراں کو چھوڑ کر پنڈی بھٹیاں وغیرہ شہروں اور مٹھہ ٹوانہ کو چلے گئے اور وہیں مقیم رہے۔ ملازمت گورنمنٹ عالیہ میں سرگرم رہے اور اب بھی ہیں۔

اُن کا شجرہ نسب صحیح ہوکہ مٹھہ ٹوانہ۔ پنڈی بھٹیاں وغیرہ سے ملتا ہے مگر پٹواریوں اور افسران محکمہ بندوبست کی لاپرواہی سے اندراج صحیح نہ ہوا۔ اور وہ سوداگری اور کاشتکاری میں مصروف رہے چنانچہ اب بھی مال مویشی گائے بھیڑ بکری وغیرہ کی تجارت اور خرید و فروخت کرتے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ کے گھر میں ملازم فوج رسالدار۔ دفعدار۔ کوتدفعدار اور دفعدار میجر ہیں۔ ان کا شجرہ میاں دادن صاحب سے لے کر آج تک موجود ہے۔ جو میاں دادن کے وقت سے چلا آتا ہے صحیح اللقب بھٹی ہیں اور راجپوت ہیں ؞

کلاب بن مرہ
زہرہ
عبد المناف
وہب
نوفل
مائی آمنہ
والدہ مطہرہ رسول کریم
مالک
مخرمہ
مسور
لاولد
شہید محاصرہ مکہ شریف
اوتا دابی وقاص
عمر
شہید بدر
عامر
شہید بدر
سور عشرۃ المبشرین
میرہ
ساعل
فہیم
فقسم
مونس
ساعین
عاروف
عارف
دلاورہ محمد نواز غازی
جانی
میر منجن
در زمانہ گولڑہ
محمد بخش
غلام محمد
محمد شفیع
کھنگ
سارنگ
بھٹی
کعب
واداوریا

داود دریا
کلا
محمد
احمد
مرزا
جیندا
رانجھا
حافظ مستان
باگ
منتو
دھالہ
خلاص
سپارس
عبدالرحمن

زمان
میاں احمد
وزیر محمد
نظیر محمد
فقیر محمد
لا پتہ
پیر بخش
امیر خان
خادم حسین
مولا بخش
خدا بخش
لاولد
محمد اسلم
الٰہی بخش
محمد اقبال
محمد اکرم
محمد امیر
ظفر محمد
حاجی احمد
لاولد
زنگ علی خان
غلام محمد خان
محمد شفیع
مر گیا
منصبدار
فوجدار
محمد یوسف
محمد عباس
محمد صادق
محمد امیر
لاولد
محمد خان
لنگر خان
جہانگیر خان
منیر خان
امیر خان
لاولد
حاجی احمد
فیروز خان
محمد حنیف
شیر علی خان
نذر محمد
مر گیا
محمد فضل
غلام علی
نادر علی
غلام قادر
میاں احمد
محمد نواز
محمد امین
محمد دین
مر گیا

حضرت سعد بن ابی وقاص [کے خلاصہ احوالات کے لئے کتاب مراۃ الانساب صفحہ ۲۷ سے لے کر صفحہ ۳۰ تک ملاحظہ کرنے سے ان کی بہادریوں اور کمالات کی روشنی واضح ہو سکتی ہے۔ آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ عمر شریف ۸۴ سال۔ وفات ماہ جمادی الاول یا جمادی الآخر ۵۵ھ میں ہوئی۔

علامہ ابوالمنصور حسن بن یوسف علی کی کتاب خلاصۃ الانساب کے دسویں حصے میں ہمارے بزرگوار دریووال القریش جو کہ صحیح نسب قوم قریش کے بزرگ ہیں۔ اس کتاب میں دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا کہ جانی بن ملاں محمد نواز غازی بن عارف بن عاروف بن ساعین بن انس بن مقسر بن فہیم بن ساعل بن میسرہ بن جعفر سعد بن ابی وقاص بن مالک بن وہب بن عبد المناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ کی اولاد میں سے ساعل بن میسرہ سے لے کر جانی بن ملاں محمد نواز غازی تک ہمارے تمام بزرگوار بہادر صاحب شریعت اور راوی ہوئے ہیں۔

جانی بن ملاں محمد نواز غازی [۵۲۰ھ میں ملک ہندوستان میں تشریف لائے۔ ان کے مزید حالات بھی کتاب خلاصۃ الانساب میں دیکھئے۔ یہ بڑے بزرگ صاحب الاسلام بہادر مبلغ اور راوی تھے۔

خاندان شیر و خیل دریووال القریش صحیح النسب کے

مختصر حالات

یہ شاخ شیرو خیل دریووال القریش جو کہ صحیح النسب قوم قریشی سکنہ مٹھہ ٹوانہ ضلع شاہ پور میں سکونت پذیر ہیں۔ تمام فوجی ملازمت پیشہ اور زمینداری طریقہ پر سرکار دولت مدار گورنمنٹ عالیہ کی از حد خیر خواہ ہے۔ یہ سعد عشرۃ المبشرین بن اوتاد ابی وقاص بن مالک بن وہب (نانا رسول کریم) بن عبد المناف بن زہرہ

بن کلاب سے ملتے ہیں ۔ وہب بن عبدالمناف جو نانا رسول پاک کے اور بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار ہیں ؛

دادا دریا ابن کہب — دادا دریا صاحب راجہ رسالو راجہ کالے لال کے زمانہ میں جب وقت ان راجاؤں کی بود و باش کوہ سون سکیسر کے علاقہ ضلع شاہ پور میں اور جہلم وغیرہ کے علاقہ پہاڑ میں تھی ۔ تو اُس وقت امیر تیمور کے زمانے کا دَور ان سلطنت بھی ۸۰۰ھ میں شروع ہوا ہوا تھا ۔ ان راجاؤں کی اپنی خانہ جنگیوں اور ملکی بدامنی کی شورشوں سے جو جنگ و جدل کوہ سکیسر وغیرہ علاقوں میں ہوتے رہے تھے ۔ اُن میں دادا دریا صاحب اور اوجل قوم القریش المعروف اعوان ان راجاؤں کے ساتھ جنگ و جدل کرتے رہے ۔ یہ دونو اپنی بہادری اور جنگی لیاقت کے ذریعہ سے ہمیشہ فتح یاب ہوتے رہے ۔

دادا دریا صاحب کو اپنی قوم القریش کے بڑے بزرگ اور سردار ہونے کی رُو سے ان کو عالم علم انساب کی ڈیوٹی بھی کرنی پڑتی تھی ۔ یہ اپنی قطب شاہی اعوان القریش قوم کے انساب بھی تھے ۔

ہمیشہ اسلامی طریقہ ادر شروع ہی سے رسول کریم کا حکم اور طریقہ سنت بھی یہی تھا ۔ کہ ہر ایک قوم کا بڑا معزز سردار اور بزرگ اپنی اپنی قوم کا خود علم انسابی کا کام کیا کرے ۔ شہزادہ آزاد سمر یاوی بھی اپنی تصنیفات میں تحریر فرماتے ہیں ۔ کہ دادا دریا صاحب کی اولاد جو کہ دریو دال القریش اب بھی موجود ہے ۔ یہ اپنے خاندان القریش المعروف اعوان کی عالم علم النساب ہے ۔

لوگوں کو لاعلمی اور جہالت نے ان تمام حالات سے بے خبر کر رکھا ہے جاہل اور بے وقوف حضرات اپنی لاعلمی کی وجہ سے اپنے عالم علم انساب بزرگوں کی تنظیم بجالانا فرض سمجھنے کے بدلے حماقت کا طوق اپنے گلے ڈال لیتے ہیں ۔

اوجل اور دادا دریا صاحب دونوں راجاؤں کے جنگوں میں خوب جنگی حصے لیتے رہے ۔ جن میں کئی مقام پر یہ فتحیاب ہوئے ۔ اُن علاقوں سے ان

راجاؤں کی اولاد اور اجل رحمہ دادا دریا کی اولاد بھی ارد گرد کے تھل وغیرہ علاقوں میں آباد ہوگئی۔

ایک دفعہ دادا دریا صاحب اور اجل دونوں ہم قوم اور ہم خیال ہوتے ہوئے جب لڑائیوں سے فارغ البال ہوکر اپنی کامیابیوں کی یاد کی دوران میں بیٹھے تھے۔ تو دادا دریا صاحب اجل کو شاعرانہ طریقہ پر ایک شعر سناتے ہیں:

اوجل ویرن اوجلے چینز ملوٹے	پکڑ مرنیدے پاگیاں نپ ونیدے جھوٹے
دھرت چھٹو اوجل مولا دھائیں سب خلق	اوجلا رکھئیں سونہیاں اوجرالاں گڈھے تک
بھاگے بھیر یا اوجلا ہر کوئی آکھے آ	دوہیں تھوک برابری واہ اوجل تے دادا دریا

دادا دریا صاحب کی بزرگی اور بہادری کا قوم کو بڑا فخر اور ناز ہے۔ اس بزرگ کی زندگی نہایت عمدہ محب الاسلام جنگ جو اور بزرگی سے لبریز تھی۔ ان کا مقبرہ مبارک بھی موضع ڈھوکری ضلع شاہ پور علاقہ پہاڑ میں انہی جنگی مقامات پر بمقام بھابھیڑہ جو کہ ڈھوکری سے شمال کی طرف پہاڑ میں ہے۔ وہاں پر یہ نور افشاں ہیں۔ یہ اسی پرانے زمانے کے راجاؤں کے جنگوں کے کسی دوران میں شہید جنگ ہوئے ہیں۔ ان کے فرزند محمد گلا اور احمد ہیں۔ اور ان کے بھائی چار ہیں۔ غلام محمد۔ برڑ۔ گوہر حیات اور دادا دریا کے چچا بزرگوار دادا بھٹی ان تمام کی اولاد دریو وال القریش جو کہ صحیح النسب قوم قریشی ہیں مختلف علاقوں میں سکونت پذیر ہے۔ احمد بن دادا دریا صاحب کی اولاد شیر وخیل دریو وال القریش سکنہ مٹھہ ٹوانہ کا ذکر آگے درج ہے۔

شیر محمد المعروف شیرو بن لواہو { ان کے آبا و اجداد علاقہ سون پہاڑ میں رہتے تھے۔ ان کے باپ دادا لواہو بن بانغ علی المعروف بگھا۔

پہاڑی علاقہ میں رونق افروز رہ کر وہیں ملک عدم میں بس رہے ہیں جن کے نشان قبر وغیرہ اب بھی وہاں موجود ہیں۔ اپنی قوم القریش المعروف اعوان کے اس زمانہ کی تمام لڑائیوں میں شریک حال رہے ہیں جس وقت پرانے ماسیرول کی لڑائی ہوئی اس وقت اوجل کی اولاد و اوجل اعوانوں نے علاقہ تھل میں آکر رہائش اختیار کی۔ اور

اُن کے ہمراہ ہمارے بزرگوار شیر محمد بن نواہو بھی علاقہ متصل شہر مٹھہ ٹوانہ ضلع شاہ پور میں آکر رہنے سہنے لگے۔ اُس زمانہ میں حافظ امیاں عطر صاحب مٹھہ ٹوانہ میں کامل اولیاء اللہ رونق افروز تھے۔ شیر محمد بھی حافظ امیاں عطر صاحب جو کہ رئیس اعظم جناب ملک شیر محمد خان ٹوانہ کے مرشد تھے۔ ان کی خدمت میں جایا کرتا تھا۔ چونکہ حافظ صاحب بھی سون سکیسر سے آکر مٹھہ ٹوانہ میں رونق افروز تھے۔ بوجہ ہم وطن ہونے کے ان کے چاہنے والے تھے اُن بزرگوار اولیاء اللہ نے دُعا دی کہ ہمیشہ اولاد شیر محمد با عزت اور حکمرانی کرے گی جس کا اثر خدا اور رسول کی برکت اور دُعا اُن بزرگوار سے سلسلہ بدستور ہے اُس وقت شہر مٹھہ ٹوانہ و گرد و نواح میں خاندان ٹوانہ کے آباؤ اجداد کا بڑا اقتدار اور پایہ بلند اقبال تھا۔ جن کے بزرگوں کے حالات امیری اور فقیری دونوں حالتوں میں دُنیا کے صفحہ تواریخ پر بے مثال ہیں۔

شیر محمد خان خاندان ٹوانہ کے بزرگ کے خاص الخاص ہمرکاب ملازموں میں سے تھے۔ انہوں نے اِس خاندان کے ساتھ بڑی وفاداری اور خلوص نیت سے اپنی عمر کا کافی حصّہ قربان کیا۔ اور آئندہ نسل میں بھی جنگی خدمات اور ملازمت سرکار دولتمدار گورنمنٹ عالیہ کا جوہر باوفا موجود ہے۔ ان کی اولاد شیر خیل درہ دوال القریش سکنہ مٹھہ ٹوانہ اور موضع بیچہ ضلع شاہ پور میں آباد ہے۔

بہبر جمعہ بن شیر محمد { خاندان ٹوانہ کے بزرگ جناب ملک صاحب شیر محمد خان ٹوانہ کے خاص الخاص بھروسہ کے ملازموں میں سے تھے جناب ملک صاحب کے علاقہ سون سکیسر جبی وغیرہ کا مالیہ لگان کی وصولی کا انتظام انہی کے سپرد تھا۔ انہوں نے نہایت سرگرمی اور نمک حلالی سے اپنے فرض منصبی کو سرانجام کیا۔ اور غدر ۱۸۵۷ء میں خاندان ٹوانہ کے ہمراہ جنگی خدمات بھی سرکار دولتمدار گورنمنٹ عالیہ کی بجالاتے رہے تھے۔

حکیم الٰہ جوایا بن بہبر جمعہ { یہ علم حکمت کے بڑے ماہر اور حاذق الحکمت ہیں۔ اِن کے اُستاد بزرگوار میاں الٰہ بخش صاحب بھیروی ہیں

یہ بڑے بزرگ اور دانشمند ہیں۔ انہوں نے اپنی عمر کا کافی حصہ علم حکمت کی تحصیل میں صرف کیا۔ اور اب بھی موجود ہیں۔ اپنا ذریعہ معاش اسی حکمت کے پیشہ پر اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

سگنلر سپاہی عبدالعزیز بن حکیم اللہ جو بابا { اب موجود ملازمت سرکار دولت مدار سگنل کمپنی میں فوجی خدمات سرکار بجا لا رہا ہے۔

رب نواز بن حکیم اللہ جو بابا { اپنے والد بزرگوار سے علم حکمت تحصیل کر رہا ہے

سپاہی محمد خان بن میر جمعہ { اپنی آباؤ اجدادی روش پر رسالہ نمبر 18/19 لانسرز میں بھرتی ہوئے۔ ناخواندگی کی وجہ سے ترقی عہدہ نہ پا سکے لیکن اپنی حسن لیاقت سے خدمات سرکار دولت مدار کے ادا کرنے میں بڑی نمک حلالی اور بہادری سے کام لیا۔ جنگ زکاخیل افغانستان میں بھی شامل رہ کر خوب جنگی خدمات میں حصہ لیا۔ اور اب پنشن خوار سرکار دولتمدار ہیں۔

دفعدار غلام محی الدین بن سپاہی محمد خان { اپنی حسن لیاقت اور جنگی مادہ کی تاثیر سے فوجی خدمات سرکار ادا کرنے کے لئے رسالہ نمبر 15/37 لانسرز میں سپاہی بھرتی ہوا۔ اور رسالہ نمبر ۳۴ لانسرز میں بعہدہ لیس دفعداری میں تبدیل ہو کر چلا گیا۔ پھر وہاں سے سول لائن محکمہ پولیس میں بعہدہ حوالداری منظور ہو کر محکمہ پولیس میں تبدیلی کرا لی۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر وہاں سے سول سروس ناپسند آنے کی صورت میں بخوشی خود ملازمت چھوڑ دی۔ اب موجود ملٹری سروس آئی۔ اے۔ ایس۔ سی کورس ۱/۲ میں سرکار دولت مدار کی خدمات نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ادا کر رہا ہے۔

زمان بن شیر محمد { یہ بڑے بزرگ اور لائق تھے۔ انہوں نے اپنی تمام عمر کا حصہ سرکار دولت مدار کی خدمات میں نہایت دل و جان سے

قربان کیا ہے۔ خاندان ٹوانہ کے ہمراہ غدر ۱۸۵۷ء میں بھی جنگی خدمات گورنمنٹ عالیہ میں نہائیت بہادری سے حصّہ لیا۔ اور باقی تمام عمر کا حصّہ سول ملازمت محکمہ پولیس میں نہائیت ایمانداری سے بسر کر کے رحلت فرما ہوئے ؛

دفعدار وزیر محمد بن زمان { یہ بڑے لائق اور بزرگ تھے۔ انہوں نے سن بلوغت میں دینی و دنیاوی کافی تعلیم حاصل کی۔ اور پھر سول ملازمت سرکار دولت مدار میں اپنی عمر کا کافی سے زیادہ حصّہ اپنی خوش اسلوبی اور لیاقت خداداد سے بسر کیا۔ اپنے تمام فرائض منصبی کو نہائیت وفاداری ہمدردگی اور نیک نیتی سے ادا کرتے رہے۔ ان کو گھوڑے اور بھینسوں کے رکھنے اور پالنے کا بڑا شوق تھا۔ یہ بڑے رحمدل اور سخی بھی تھے۔ ہمدردئ قوم و خلق خدا میں ہمیشہ حصّہ لینے کے شائق رہے۔ جناب ملک شیر محمد خان صاحب ٹوانہ اور اُس کی اولاد کے ساتھ بھی انہوں نے نہائیت ہمدرگی اور وفاداری سے تعلّق رکھّا۔ اور ۱۹۲۹ء میں مرحوم و مغفور اس دُنیائے فانی سے رحلت فرما گئے ؛

دفعدار غلام محمد خان بن دفعدار وزیر محمد { سن بلوغت کے وقت تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر اپنے آباؤ اجداد کے قدیمی رواج کے طریقہ پر جوشِ ملازمت میں آکر رسالہ ۱۵/۱۳ لانسرز میں سپاہی بھرتی ہوئے۔ اپنے تمام فرائض منصبی کو نہائیت نیک نیتی اور اعلےٰ پیمانہ پر ادا کرتے رہے۔ فن سپاہ گری اور فن سپورٹ میں ہمیشہ نام حاصل کیا کرتے تھے۔ سرکار دولت مدار کی فوجی خدمات میں ۲۱ سال تک ملازمت میں رہے۔ اور جنگ افغانستان و جنگ زکاخیل ۱۹۰۸ء میں جنگی خدمات نہائیت بہادری سے بجالاتے رہے جس کا تمغہ بھی عطیّہ گورنمنٹ عالیہ سے حاصل کیا۔ پھر بعہدہ دفعداری گڈ اینڈ لانگ سروس کا تمغہ اعزاز مع الخاص کے حاصل کر کے اب موجود پنشن خوار سرکار دولتمدار سے خانہ نشین ہیں۔ دوران ملازمت میں انہوں نے نہائیت جفاکشی اور فن سپاہ گری میں چیدہ ہو کر اپنی قوم الفرلیش کو ملٹری سروس میں ترجیح دی ہے ؛

نرسنگ سپاہی کمپونڈر صالح محمد خان بن غلام محمد خان دفعدار شروع میں اپنی دینی اور دنیاوی تعلیم کی تحصیل میں مصروف رہا پھر اپنے بڑے بزرگوں کی پیروی کے موجب رسالہ نمبر ۱۸ لانسرز میں سپاہی بھرتی ہوا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد اس کو ڈاکٹری لائن وکمپونڈری کا اشتیاق پیدا ہوا۔ تو رسالہ کی ملازمت چھوڑ کر آئی۔ ایم۔ سی۔ ملٹری سروس کے ہسپتالوں میں نرسنگ سپاہی (کمپونڈر) بھرتی ہوا۔ فوجی ملازمت میں خدمات سرکار دولت مدار کی نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ادا کر رہا ہے۔ اپنے تمام فرائض منصبی میں نہایت نیک نیتی اور نمک حلالی سے کام لے رہا ہے۔ جنگ سرحد افغانستان سنہ ۱۹۳۰ ؁ء میں نہایت جانفشانی اور بہادری سے حصّہ لیا۔ اور جنگی خدمات سرکار دولت مدار سے ایک تمغہ فیلڈ عطیہ گورنمنٹ عالیہ حاصل کیا۔ اب بھی موجود فوجی خدمات سرکار دولت مدار ادا کر رہا ہے۔

حاجی صاحب دفعدار میجر رنگ علیخان بن دفعدار ذریر محمد شروع میں علم دینی اور دنیاوی حاصل کرتے رہے پھر اپنے پرانے دستور ملازمت کی یادگار میں رسالہ نمبر ۱۵ لانسرز میں سپاہی بھرتی ہوئے۔ یہ بڑے مضبوط اور زبردست جوان ہیں انہوں نے فن سپاہ گری اور فن سپورٹ میں ہمیشہ عزت فام حاصل کیا ہے۔ اور فوجی جنگی خدمات سرکار عالیہ سنہ ۱۹۰۸ ؁ء کی زکا خیل کی لڑائی افغانستان میں نہایت بہادری اور سرگرمی سے کام کیا۔ اور اس کے اعزاز میں سرکار عالیہ سے تمغہ فیلڈ بھی حاصل کیا۔ اور پھر اپنی حسن لیاقت اور نیک نیتی سے فوجی خدمات ادا کرتے ہوئے بتدریج بعہدہ دفعدار میجری پر اب موجود پنشن خوار گورنمنٹ عالیہ سے خانہ نشین ہیں۔ انہوں نے سنہ ۱۹۳۶ ؁ء میں حج شریف کا فرض اسلامی ادا کر کے ثواب دارین حاصل کیا ہے۔ اور اپنے

آقائے بزرگواران اسلام عرب کے کعبہ شریف و مکہ معظمہ اور دیگر متبرک مقامات اسلامی کی زیارت اور طواف سے ثواب دارین حاصل کیا ہے۔ خداوند کریم تمام برادران اسلام کو توفیق حج و تقویت ایمان و اسلام بخشے۔ آمین ثم آمین

دفعدار میجر عطا محمد خان بن دفعدار وزیر محمد — اپنے سن بلوغت میں علم حاصل کرتے رہے۔ پھر پرانی روش کے بموجب اشتیاق ملازمت پیدا ہوا۔ یہ رسالہ ۱۹ لانسرز میں سپاہی بھرتی ہوئے۔ انہوں نے اپنی حسن لیاقت اور نیک نیتی کی وجہ سے کافی شہرت حاصل کی ہے۔ اور نیز اپنے تمام فرائض منصبی کو نہائت عمدگی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ فن سپاہ گری اور فن سپورٹ میں خوب حصہ لیتے ہیں یہ بھی بڑے مضبوط اور زبردست جوان اپنے والد بزرگوار کی طرح ہیں۔ سرکار دولت مدار کی فوجی اور جنگی خدمات کو نہائت اعلیٰ پیمانہ پر ادا کر رہے ہیں۔

جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں ملک مصر۔ عرب۔ بغداد شریف اور ملک فرانس وغیرہ میں عرصہ چار سال تک خوب دلیری اور بہادری سے اپنے فرائض کو پورا کرتے رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے ہر ایک مقام جنگ کے فیلڈ کے بہت سارے تمغے بہادری وغیرہ کے حاصل کئے ہیں۔ اور گڈ اینڈ لانگ سروس اور جوبلی شاہانہ کے تمغہ جات وغیرہ معہ الحاد و اکرام شاہانہ انہوں نے حاصل کئے ہیں۔ ان کی اب موجودہ سروس ۲۷ سال سے اوپر ہو رہی ہے اور اب بھی رسالہ ہذا میں بہ امیدواری عہدہ جمعداری خدمات سرکار دولت مدار کی نہائت دل و جان سے ادا کر رہے ہیں ؛

نظیر محمد بن امان — یہ بڑے بزرگ اور خیر خواہ سرکار دولت مدار کے ہیں۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی سول ملازمت پولیس میں بسر کی ہے۔ چونکہ اب بھی موجود ملازمت میں اپنی وفاداری اور نیک نیتی سے اپنے تمام فرائض منصبی سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی اولاد سے سات فرزند ہیں ؛

دفعدار حبیب بخش بن نظیر محمد یہ بھی اپنے آباؤ اجداد کے سلسلہ قدیم کی پیروی میں رسالہ نمبر ۱۵ لانسرز میں سپاہی بھرتی ہوئے اور اپنی حسن لیاقت اور خوش اسلوبی کی وجہ سے اپنے فرائض کو انجام دیتے رہے ہیں۔ اور جنگی خدمات بھی ادا کرتے رہے چند ایک بہادری کے تمغہ جات بھی انہوں نے حاصل کئے ہیں۔ اور بہ عہدہ دفعداری پنشن یاب ہو کر اپنے گھر میں آنے کے بعد اب بھی موجودہ سول ملازمت سرکار دولت مدار میں اپنے فرائض کو نہایت خلوص دلی سے ادا کر رہا ہے۔

سپاہی خادم حسین بن نظیر محمد یہ بھی اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر رسالہ نمبر ۱۵ لانسرز میں سپاہی بھرتی ہوا۔ اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں ملک مصر، بصرہ، بغداد شریف وغیرہ میں جنگی خدمات ادا کرتا رہا۔ فیلڈ کے چند تمغے بھی اس نے حاصل کئے ہیں۔ جنگ عظیم کے اختتام پر فوجی نفری کم ہونے کی حالت میں واپس گھر آ گیا۔ اب پیشہ زمینداری سے گذران کرتا ہے۔

امیر خان بن نظیر محمد یہ شروع ہی سے خوش مزاج اور عیش پسند ہے۔ دینی اور دنیاوی (گرہستی) امورات کو نہایت عمدہ طریق پر سرانجام کرتا ہے۔ اپنے شہر میں سول ملازمت سرکار کی خدمات ادا کرتا رہا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد میرٹھ شہر میں چلا گیا۔ وہاں سول ملازمت کرتا رہا۔ وہیں ایک بڑی لائق اور خواندہ۔ ایس۔ بی بی بسم اللہ نامی ایک سند یافتہ لیڈی ڈاکٹر سے شادی کر لی جو کہ بنارس کی ہیں۔ اور وہیں میرٹھ شہر میں اپنے مکان رہائشی وغیرہ بنا کر وہیں بود و باش اختیار کر لی ہے۔

الٰہی بخش بن نظیر محمد اپنے سن بلوغت میں تحصیل علم میں مصروف رہا ہے۔ اب سول ملازمت سرکار دولت مدار میں نہایت نیک نیتی سے اپنے فرائض منصبی کو سرانجام دے رہا ہے۔

منشی مولا بخش بن نظیر محمد [کی] اپنی علمی لیاقت اور محبت علم کی وجہ سے ایس۔ وی کلاس تک تعلیم حاصل کی ہے اور بہت ذہین اور عقلمند ہے۔ اب سرکار دولت مدار کی سول ملازمت میں سکول ماسٹر ہے۔ اور اپنے فرائض کو نہایت عمدگی سے پورا کر رہا ہے۔

میاں احمد بن زمان [کی] یہ بڑے بزرگ اور لائق تھے۔ شاعر بھی بہت خوش الحان تھے۔ ان کی تمام زندگی سرکار دولت مدار کی سول ملازمت میں گذری۔ اور اپنے تمام فرائض کو نہایت احسن طریقہ سے نبھایا اپنی حیات میں جانور اونٹ۔ اونٹیاں وغیرہ بہت کافی تعداد میں رکھتے تھے اب بھی ان کی اولاد کے پاس یہ سلسلہ مالداری کا بدستور ہے۔ اسی مالداری اور زمینداری پیشہ کی گذران کی وجہ سے دیہات موضع پنجہ داخلی منٹھہ لوٹانہ میں سکونت جا کر اختیار کر لی۔ اور اس کی اولاد نے بھی وہیں بود و باش اختیار کر لی۔

انجن ڈرائیور اینڈ فٹر محمد امیر بن میاں احمد یہ بڑے لائق اور ہشیار کاریگر تھے۔ اور لوہے کا کام خوب جانتے تھے۔ اس نے اپنی زندگی ریلوے ملازمت میں بسر کی۔ اور اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتے ہوئے اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔

سپاہی محمد خان بن میاں احمد یہ رسالہ ۱۸/۱۹ لانسرز میں سرکار دولت مدار کی فوجی خدمات کچھ عرصہ بجا لاتا رہا۔ اور پھر چونکہ ان کے گھر میں مال مویشی اونٹ اونٹیاں بڑی بھاری تعداد میں جانور رکھے ہوئے تھے جن کے سنبھالنے کے لئے گھر واپس آنے کی ضرورت محسوس ہونے پر انہوں نے بخوشی نام کٹوا لیا۔ اور بقایا زندگی ان کی اپنے گھر میں مالداری و زمینداری پیشہ میں گذری۔ آخر کار ۱۹۳۵ء میں کسی بیماری کا شکار ہو کر رحلت کر گئے۔

سگنلر سپاہی امیر خان بن سپاہی محمد خان۔ اپنے آباؤ اجداد کی

روش کے بموجب اشتیاق ملازمت میں سنگلر کمپنی میں سگنیلر سپاہی بھرتی ہوا اور فوجی خدمات سرکار دولت مدار کی نہائیت اعلیٰ پیمانہ پر ادا کرتا رہا۔ اسی ملازمت کے دوران میں بیمار ہو کر ہسپتال کی طرف سے پنشن یاب ہو کر گھر واپس آیا۔ اور کچھ عرصہ زندہ رہ کر ۱۹۳۵ء میں رحلت کی۔

لبنس دفعدار جہانگیر خان بن میاں احمد یہ بھی اپنے آباؤ اجداد کی روش سابقہ پر رسالہ نمبر ۱۸/۱۹ لانسرز میں سپاہی بھرتی ہوا۔ اور فوجی خدمات سرکار دولت مدار کی نہائیت نمک حلالی اور بہادری سے سرانجام دیں۔ کچھ عرصہ کے بعد وہاں سے تبدیلی کرا کر رسالہ ۱۷ لانسرز میں خدمات سرکار دولت مدار نہائیت جانفشانی سے ادا کرتا رہا۔ ناخواندہ ہونے کی وجہ سے ترقی سے محروم رہا۔ لیکن فن سپاہ گری اور فن سپورٹ میں اپنے فرائض منصبی کو نہائیت ہوشیاری سے ادا کرتا تھا۔ اپنی حسن لیاقت اور بہادری سے جنگی خدمات میں نہائیت دلیری سے کام کیا۔ جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں ملک مصر۔ فرانس وغیرہ میں عرصہ چار سال فوجی جنگی خدمات ادا کرتا رہا۔ اور کئی جنگی مقامات کے بہت سارے تمغنے بمعہ انعام واکرام شاہانہ عطیہ گورنمنٹ عالیہ سے حاصل کئے۔ عمدہ اور کافی خدمات سرکار عالیہ بجا لا کر اب پنشن خوار زمینداری پیشہ پر گذران خانہ نشین ہے۔

سپاہی لنگ خان بن میاں احمد سن بلوغت میں علم تحصیل کرتا رہا۔ اور پھر رسالہ نمبر ۱۸/۱۹ لانسرز میں سپاہی بھرتی ہوا۔ اور فوجی خدمات سرکار دولت مدار نہائیت اعلیٰ پیمانہ پر سرانجام دیتا رہا۔ اور اپنی حسن لیاقت سے تمام فرائض منصبی کو بہت عمدہ طور پر ادا کیا۔ جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں ملک مصر فرانس وغیرہ میں چار سال تک خوب جنگی خدمات انجام دیں۔ اور بہت سارے تمغنے بمعہ انعام و اکرام شاہانہ عطیہ گورنمنٹ عالیہ سے حاصل کئے۔ اور اب پنشن خوار زمینداری پیشہ گذران پر خانہ نشین ہے

اور یہ اپنی قوم القریش (قریشی) المعروف اعوان کے عالم علم انساب بھی ہیں۔

سگنیلر حوالدار منیر خان بن میاں احمد

یہ پہلے پہل اپنے زمینداری پیشہ اور اپنے مال مویشی (اونٹ وغیرہ) پر جو کہ انہوں نے کافی تعداد میں رکھے ہوئے تھے۔ گذران کرتا رہا۔ ۱۹۱۲ء میں اشتیاق ملازمت پیدا ہوا۔ اور رسالہ ۱۵ لانسرز میں سپاہی بھرتی ہوا۔ یہ بہت لائق اور نیک اوصاف تھا۔ اپنے تمام فرائض منصبی میں نہایت اعلیٰ پیمانہ پر فوجی خدمات سرکار دولت مدار ادا کرتا رہا۔ وہاں سے اپنی حسن لیاقت اور اچھا خوبصورت اور مضبوط جوان ہونے کی چھانٹ میں انتخاب ہو کر افسران بالادست نے سگنل کے کام کی ٹریننگ کے لئے پونا میں کھلائی کے لئے بھیجا۔ وہاں اپنے کام میں بہت لائق اور عمدہ خدمات سرکار ادا کرنے والا کی صورت میں سنگلر کمپنی والوں نے اپنی کمپنی میں لے لیا۔ انگلینڈ کے جی۔ ایس۔ میجر ہارس صاحب بہادر سنگلر کمپنی کے آفیسر صاحب بہادر کے بڑے ملنے ہوئے کارکن اور دوست تھے۔ جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں ملک مصر، فرانس وغیرہ میں فوجی جنگی خدمات سرکار نہایت بہادری اور نیک دلی سے ادا کرتا رہا ہے۔ کئی جنگی مقامات پر چند تمغے بمعہ انعام واکرام شاہانہ عطیہ گورنمنٹ عالیہ سے حاصل کئے ہیں۔ اور عرصہ ۱۸ سال اپنی ملازمت سرکار دولت مدار میں خدمات ادا کر کے بہ عہدۂ حوالداری پنشن حاصل کی۔ گھر میں کچھ عرصہ بعد کسی سخت بیماری کا شکار ہو کر بروز جمعہ بتاریخ ۶ شوال ۱۹۳۵ء کو اس دار فانی سے رحلت کر گیا۔

لینس نعدار شیر علی خان بن لینس نعدار جہانگیر خان

یہ بھی اپنے آباؤ اجداد کے سلسلۂ قدیم کی روش پر سنگلر کمپنی میں سپاہی بھرتی ہوا۔ یہ فن سپاہ گری اور فن سپورٹ میں بہت نیک نیتی سے خدمات سرکار دولت مدار ادا کرتا رہا ہے۔ جنگ

افغانستان ۱۳۳۱ سنہ ۱۹۱۳ء میں خوب دلیری سے اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتا رہا۔ اور تمغہ فیلڈ بھی علیہ گورنمنٹ عالیہ سے حاصل کیا ہے۔ خوب ہونہار اور لائق ہے۔ امید ہے کہ کافی ترقی کرے گا۔ اب موجود سرکار دولت مدار کی فوجی خدمات متعلقہ پلٹن میں ادا کر رہا ہے۔

دھالہ بن ستو: اس کے چھ فرزند ہیں۔ سیارث۔ بختا۔ شاہال۔ احمد۔ دولت۔ خلاص۔ اور ان کی اولاد مختلف شہروں اور علاقوں میں آباد ہے۔ خلاص بن دھالہ کی اولاد دریودال القریش جو کہ تشون سکیسر میں سکنہ چٹہ میں رہتی ہے۔ وہ صحیح النسب قوم قریشی ہیں۔ اور شیر جناب بن غلام حیدر سکنہ چٹہ عالم علم انساب اپنی قوم القریش (قریشی) المعروف اعوان کا ہے۔

خلاص بن دھالہ کی اولاد دریودال القریش (قریشی) قوم سکنہ چٹہ کا شجرہ یہ ہے۔

اقوام چاہل راجپوت کے اصلی حالات

(از رئیس پنجاب و تاریخ عرب الھند)

راجہ جے پال اور کیڑھ سنگھ کی نسب سے سردار کرتار سنگھ بہادر ہوا ہے۔ جس نے چالیس سوار سردار جمع کر کے ایک قومی جتھا بنایا اور ہر ایک طرف دھاوے کرنے لگ گیا۔ اور ملک دبانے کی کوشش میں لگ گیا۔ لاہور کے علاقے میں سکھوں کا زور نہیں تھا یعنی بادشاہ رنجیت سنگھ بیدار بخت کا باپ سردار مہاں سنگھ بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ رن بیر سنگھ کی دوسری اولاد ماجھا مالوہ میں منقسم تھی۔ اور مرہٹوں کے مقابلہ میں اڑ گئی تھی۔ اور کرتار سنگھ چالیس سواروں کے نام سے چالیسہ مشہور ہو کر لاہور اور ترن تارن میں حاکم بن گیا۔ اور اُس کی اولاد چاہلی یا چالیسہ کے نام سے مشہور ہو گئی۔

کرتار سنگھ کے بعد حکومت قائم نہ رہی سکھا شاہی بن گئی۔ اِس سے تین پشتیں بعد مہاں سنگھ کے گھر میں رنجیت سنگھ پیدا ہوا۔ جو نہایت غریبا اور زمیندار گھرانا تھا۔ اور سردار مہاں سنگھ کی رانی حضرت پیران پیر دستگیر محی الدین جیلانی قدس سرہ العزیز کی گیارہویں حسب توفیق دیتی تھی۔ اور سیوادار یعنے سیوک کہلاتی تھی۔ اُس کو خواب میں بشارت ہوئی۔ کہ تو ہر وقت خداوند کریم کی جناب میں اولاد نرینہ کی خواستگار رہتی ہے۔ خداوند کریم تجھے فرزند دیوے گا جو ملک میں ناموری حاصل کرے گا۔ اور اُس کو بادشاہی خطاب ملیگا۔ وہ خواب سے بیدار ہوئی۔ تو نہایت خوش ہوئی اور اپنے خاوند مہاں سنگھ کو یہ خوشخبری سُنائی اُس نے سُن کر جواب دیا۔ کہ تیویاں ایسے ہی خواب بنالیتی ہیں۔ ہم غریب جمی دار ہیں سکھوں سے بھی کمزور ہیں ہمیں کہاں کیو بادشاہ بناتی ہے۔ چاچُپکے بیٹھ جا۔ وہ بیچاری چُپ ہو گئی۔ اور حضرت پیران پیر صاحب درمیان لاکر خداوند کریم کی جناب میں زاری کرنے لگ گئی چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد خداوند کریم نے اُسے فرزند نرینہ عطا

فرمایا - اور اُس کے اندھیرے گھر کا چراغ چمکنے لگا۔ رفتہ رفتہ تین چار سال کا ہو گیا۔ اتفاق قدرت سے ہونہار بچے کو چیچک نے گھیر لیا جس سے ایک آنکھ بھی جاتی رہی۔ خوبصورتی تو پہلے ہی کم تھی - اب آنکھ کے جاتے رہنے سے اور بھی بدھم پڑ گیا۔ مہاں سنگھ نے ہنسی سے کہا کہ اب بادشاہ بن گیا۔ تیرے پیر نے خوب امداد کی۔ اس کے دیکھنے کو ماں باپ کا جی بھی نہیں چاہتا۔

سنگھنی بولی۔ مجھے بڑا اعتقاد ہے۔ ضرور میرے پیر کا فرمان پورا ہوگا قدرت کاملہ سے جوں جوں بڑا ہوتا گیا۔ گھر کے کام سے نکما رہی اور اٹکل ہوتا گیا یہاں تک کہ مہاں سنگھ کو باپو کہنے سے بھی رہ گیا۔ مہاں سنگھ نے ایک دن غصہ ہو کر کہا۔ تو بادشاہ بنانا چاہتی ہے - اور یہ بیل ہانکنے اور گڈا چلانے کے قابل بھی نہیں - اس کو کیا کریں - یہ تو روٹی کی بھی چھوٹ ہے -

مہاں سنگھ کی جورو نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی - مہاراج ! اس کو بیاہ دو - جب وہٹی آجاوے گی خود بخود کام کاج کرے گا۔ مہاں سنگھ نے اس کے کہنے سے رنجیت سنگھ کی شادی کر دی - اب تو وہ دولھا بن گیا - اور زیادہ مست اور نشہ میں ہو گیا۔ تو مہاں سنگھ نے اپنی جورو سے کہا عجب عجب باتیں بناتی ہے۔ یک نہ شد دو شد - پہلے ایک کی خدمت کرنی پڑتی تھی - اب دو کی کرنی پڑی۔ تو مہاں سنگھ کی دیوی نے کہا کہ مہاں راج ! ان کو حق پدری حصہ دے کر علیحدہ کر دو - اپنے بھاگوں کو روئیں گے - اور محنت مشقت کریں گے ؛

مہاں سنگھ نے دو دن دانے تین چار برتن اور ایک لویری گائے اور ایک [illegible] دو بیلوں کے دیکر رنجیت سنگھ کو علیحدہ کر دیا - اب تو مستوں کی [illegible] - کوئی [illegible] والا نہ لڑنے والا - نہ کوئی پوچھنے والا - عیش سے [illegible] اور مزے اڑائیں -

[illegible] مہینہ ڈیڑھ مہینہ عیش سے گذرا - [illegible] ہیں اور میرے کپڑے بھی پرانے ہو گئے

ہیں۔ دکاندار دکان سے سودا ابھی نہیں دیتا۔ رنجیت سنگھ نے کہا۔ ابھی تو کچھ دیر نہیں ہے۔ جب گھر سے باہر آئے تو جس جگہ مجمع عام تھا۔ وہاں آکر کہا۔ بھائیو! کوئی گڈے اور بیلوں کا خریدار ہے؟ جو نقد روپیہ دیوے؟ تو لوگ یہ سنکر خاموش ہو رہے رنجیت سنگھ نے کہا جھجک مت کرو۔ جو جی چاہے دے دو۔ ایک شخص نے ہنسی سے کہا صرف دو بیلوں کے تیس روپے لے لو۔ رنجیت سنگھ نے کہا فوراً لے آؤ۔ تو دوسرے نے کہا بھائی یہ قیمت تھوڑی ہے۔ خالصہ بولے مردوں کا بچن ہے۔ تمہیں کیا جانے دو۔ دوسرا بولا۔ گڈا کے چالیس روپے لے لو۔ اس کو بھی کہا جلدی لے آؤ۔ چنانچہ ستر روپیہ لے کر خوشی خوشی اپنی ہٹی کے پاس لا کر ڈھیر کر دیا۔ اور کہا چین اڑاؤ۔ اب بہت ہے۔ وہ بھی خوش ہو گئی۔ اور اپنا بناؤ سنگار اور سب سامان بنا لیا۔ جب مہاں سنگھ نے سنا۔ نہایت گھبرایا۔ اور اپنی جورو کو بھی سخت سست کہا۔ کہ ہم گڈے سے روزی کماتے تھے۔ سینکڑوں روپیہ کا مال تھا۔ وہ بھی تو نے برباد کیا۔ اور اب اس کا حال بھی دیکھ جو تیرا پیر امدادیں کر رہا ہے۔ بچاری اس کے سامنے تو نہ بولی۔ مگر رات کو پیر صاحب کے نام پکاری اور نعرہ زور سے کیا۔ اور رو رو کر سو گئی۔ رات کو خبر ملی۔ کہ اب وہ وقت قریب آگیا ہے جو تو دیکھے گی۔ گھبرا نہیں۔ خواب سے اٹھ کر خوش ہو گئی۔ مگر خاوند کو کچھ جواب نہ دیا۔ رنجیت سنگھ جو گھر میں رقم لے گیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ ختم ہو گئی۔ اپنی عورت نے کہا۔ اس کو ایک رات خبر دی جی پیسے ختم ہو گئے ہیں۔ رنجیت سنگھ نے کہا۔ شیروں کی روزی جنگل میں ہوا کرتی ہے۔ بل کھا دیکھو آدھی رات کو اکیلا چلا گیا۔ اور اپنے گاؤں سے مشرق کو دس میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں کے پاس پہنچا۔ لوگ مال لے کر باہر جا رہے تھے۔ ان کے پیچھے ہو لیا۔ جب گوالئے مال چھوڑ کر اکٹھے بیٹھے تو جا کر ان کو سوٹا سے چور چور کر دیا۔ اور ان کی مشکیں باندھ کر آگے رکھ لیا۔ اور پندرہ سولہ بیل اور لوریاں لے کر گھر کو روانہ ہوا۔ جب اپنے گاؤں میں پہنچا تو سات آٹھ گائیں لوریاں تھیں۔ ان میں سے دو گائیں اور دو بیل مہاں سنگھ کو دیئے۔ اور باقی ہل چلانے والے آگئے۔ ان کو فرمایا۔ میرا مال چراؤ۔

اور بیلوں سے مفت کام لو۔ اب تو کوئی لسی پینے والا۔ کوئی اصن بانٹنے والا۔ کوئی بیل ہانکنے والا آگیا۔ رانی کو دودھ بلونے والی بھی مفت مل گئیں رونق ہوگئی۔ مہاں سنگھ بھی اندر سے خوش اور ظاہر میں ناخوش ہوا۔ تیسرے دن پھر شمال کی طرف کو چلا۔ اور اُسی طرح پندرہ بیس مویشی ہانک لایا۔ تین چار دن بعد جنوب کی طرف روانہ ہُوا۔ اب تو پچاس ساٹھ مویشی ہوگئے۔ کوئی مفت گھاس چرانے والا بن گیا کسی کو گائے دیتا۔ کسی کو بیل دیتا۔ تمام لوگ اسکی عزت اور قدر کرتے۔ اور لوگوں کے جھگڑے مقدمے کے فیصلے کرتا۔ اس حال کو دیکھکر مہاں سنگھ کو تسلی ہوگئی۔ کہ جو کچھ میری بیوی کہتی تھی۔ شاید سچ ہو جاوے۔ اتنے میں گرد و نواح سے مشرقی گاؤں والے چند آدمی جمع ہوکر بطور وسیلہ یعنے منت سماجت مہاں سنگھ کے پاس آئے۔ اور اس کو عرض کی۔ کہ تمہارا صاحب زادہ ہر روز ہم لوگوں کو تنگ کرتا ہے۔ اگر آپ مہربانی کریں اور اس کو فہمائش کرکے ہمارے واسطے کہیں کہ ہمارے ساتھ زبردستی نہ کرے مہاں سنگھ نے کہا مہاراج۔ میں تو خود اُن سے ڈرتا ہوں۔ اُن کو کچھ کہنے سُننے کا مجاز نہیں ہوں۔ اتنے میں سردار رنجیت سنگھ آگئے۔ اور کہنے لگے کیا گڑبڑ مچا رکھی ہے؟ مہاں سنگھ نے کہا۔ سنگھ سورما۔ یہ لوگ عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے پڑوسی ہیں اور ہمسایہ ہیں۔ ہمارا نقصان نہ کیا کریں مہاراج نے فرمایا۔ میں گھر چل کر آنے والوں کی بہت عزت کرتا ہوں ان کو کہدو کہ تمہارا نقصان ہرگز نہ ہوگا۔ اگر کوئی اور بھی تمہارے مال کا نقصان کرے۔ فوراً مجھ کو خبر دو۔ میں اُس سے انتقام لونگا۔ وہ بہت خوش ہوئے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگے۔ کہ آپ کے گذارہ کے واسطے ہم تمام لوگ اس گاؤں والے ایک لویری گائے اور ایک مانی یعنی ۱۲ من غلہ آپ کو دیا کریں گے اس سے رنجیت سنگھ اور بھی خوش ہُوا۔ اور اس گاؤں والوں کو کہا کہ تم بے فکر ہو جاؤ۔ اور آرام کی نیند سو۔ میں تمہارا ہر طرح سے ذمہ وار ہوں۔ اس بات سے

ملک میں مشہوری ہوگئی۔ اور گرد و نواح کے لوگ جوق جوق آنے لگ گئے اور بھی نذرانہ ہوگیا۔ اور سلسلہ شروع ہوگیا۔ اور دور دراز سے لوگ آنے لگ گئے اب تو کوئی وصولی والا۔ اور کوئی حساب کتاب کرنے والا۔ کوئی پنچ مقرر ہوگیا۔ اور اب دور دراز کے دھاوے شروع ہوئے۔ بیس پچیس آدمی پیدل سوار ہمراہ ہوئے اور سلسلہ حکومت شروع ہوگیا۔ اس عرصہ میں سردار سنگھ بھیال فوت ہوچکا تھا اور اس کی اولاد اِدھر اُدھر پھیل گئی تھی۔ اور گذارہ جس طرح کسی کا ہوتا تھا کرتے تھے لاہور میں بھنگیوں کی حکومت تھی۔ اور گرد و نواح میں تمام انہیں کا دبدبہ تھا۔ اور ماجھا اور مالوہ میں نہنگ سکھوں کا زور تھا۔ دوسرے پنجاب اور سرحد ہندوستان میں مرہٹوں کا قبضہ تھا۔ علاقہ دہلی میں قدیمی مغل یعنی چغتائی خاندان کے آدمی رہ گئے تھے۔ تمام ہندوستان پنجاب میں اصلی بادشاہ کوئی نہیں رہا تھا۔ ہر جگہ گڑبڑ پھیلی ہوئی تھی۔ ہر ایک یہی چاہتا تھا۔ کہ میرا اسو فتح لگ جائے۔

اُن دنوں میں کنٹھا سنگھ چاہل جٹ راجپوت معہ اپنے بھائیوں سرداران لہنا سنگھ اور گوجر سنگھ کے بھنگیوں کا نوکر ہوگیا تھا جنہوں نے سنہ ۱۷۶۷ء میں لاہور پر تصرف کرلیا تھا۔ ان میں سے کوئی عظمت کو نہیں پہنچا۔ چھوٹی چھوٹی جاگیریں اُن کو نوکری کے عوض ملتی تھیں۔ کنٹھا سنگھ بہاولپور کی سرحد پر ایک معرکہ میں مارا گیا تھا۔ اور اس کا بیٹا کرم سنگھ اس کی جاگیر پر جو پانچ ہزار روپیہ کی تھی قابض ہوا۔ چند سال تک کرم سنگھ بھنگیوں کے مِثل میں شامل ہوکر لڑائیوں میں لڑتا رہا۔ اور شجاعت اور لیاقت کے سبب سے اس نے نام پیدا کیا۔

سنہ ۱۷۹۹ء میں رنجیت سنگھ نے چیت سنگھ سردار لہنا سنگھ کے بیٹے سے لاہور چھین لیا۔ کرم سنگھ پہلے پہل اپنے قدیم آقا کے نمک و بادکا شریک رہا جس کو رنجیت سنگھ نے ساٹھ ہزار روپیہ کی جاگیر دی تھی لیکن جب اُس نے دیکھا۔ کہ ایسے شخص کے ساتھ رہنا فائدہ نہیں ہے۔ جس سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ تو کرم سنگھ نے بھنگیوں کو چھوڑ کر مہاراجہ کی نوکری اختیار کرلی۔ اور مہاراجہ نے

اس کو کئی گاؤں جاگیر میں عنایت کئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کرم سنگھ مورد الطاف ہوگیا اور منفعت رسیدار بن گیا۔

پنڈی بھٹیاں اور جھنگ کی مہموں کے بعد کرم سنگھ کو کئی نئے دیہات جاگیر میں ملے تھے۔ یہاں پنڈی بھٹیاں اور جھنگ میں امر سنگھ کو مختار کر کے اور اس کی اولاد کو جاگیر اور علاقہ سپرد کر کے قصور کی مہم میں چلا گیا۔ امر سنگھ اسی علاقہ میں رہا۔ امر سنگھ سردار نہال سنگھ کا بیٹا تھا۔ اور امر سنگھ کے تین بیٹے تھے۔ بڑا بیٹا سردار گوردت سنگھ جو نہایت بہادر اور رحمدل تھا مسلمانوں کے ساتھ اُنس اور محبت رکھتا تھا۔ پنڈی بھٹیاں اور جھنگ کے سیال اور کھرلوں کے میل جول سے مسلمان ہوگیا۔ اور اس کی شادی بھٹی خاندان کی ایک لڑکی سے ہوگئی۔ اور اس کا نام اسلامی مطابق اصلی نام کے الٰہ دیا خان یا الٰہ دتہ خان رکھا گیا۔ اور یہی مشہور ہوا۔ اور وہیں رہا۔ اس کا بیٹا احمد خان بڑا بہادر ہوا ہے جس کے نام کے اشعار (ڈھولے) اب بھی بار میں بولے جاتے ہیں۔

وہ انقلاب زمانہ اور کشت و خون کے سلسلہ میں جھنگ چھوڑ کر علاقہ لیہ میں جاگزین ہوا۔ غدر کے زمانے میں اس کا بیٹا لنگر خان اور مستی خان ہمراہ ٹوانہ خاندان کے جنگ و جدل میں شریک ہو کر مٹھہ ٹوانہ اور سنتھ شہانی کی طرف آ گئے۔ مستی خان کی اولاد سنتھ شہانی کی طرف ہے۔ بہت اچھے زمیندار ہیں اور اپنی قوم مشہور و معروف کئے بیٹھے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لنگر خان کی اولاد مٹھہ ٹوانہ میں ہے۔ یہ اقوام ٹوانہ میں جہاں ٹوانہ مشہور ہیں اور اقوام ٹوانہ اور مالل اور اعوانوں میں نہایت معزز اور اعلیٰ خاندان مانی جاتی ہے۔ خاندان میں شریف النسب ہیں۔ جاگیردار ہیں اور زراعت پیشہ زمیندار ہیں ہر ایک قوم سے زمین اور ملکیت زیادہ رکھتے ہیں۔ بہادری میں یکتا ہیں۔ گورنمنٹ عالیہ کے گھر میں کرسی نشین ہیں۔ اور انڈین افسر ہیں۔ جونیئر نارن اور اجنالہ

اور امرت سر وغیرہ میں چاہل زمیں ہیں۔ اُن سے مٹھہ ٹوانہ والے چاہل وجہ عزت زیادہ رکھتے ہیں کہ مشرف باسلام ہیں۔

قصور کی مہم کے بعد جس میں کرم سنگھ نے خصوصاً نمایاں ترقی کی تھی رنجیت سنگھ نے اس کو علاقہ دوہ اور خانووال بخشے تھے۔ آخرکار کرم سنگھ کی جاگیر ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی ہوگئی تھی۔ اور ڈھائی سو سواروں کی وہ کمان کرتا تھا۔ اور اُس جاگیر میں وہ دیہات شامل تھے۔ جو آجتک ارجن سنگھ کے قبضہ میں ہیں۔

سردار کرم سنگھ ٹھیری کی لڑائی ۱۸۲۳ء میں جس میں یوسف زئی کے غازیوں نے سکھوں کو تقریباً شکست دی ایسا شدید مجروح ہوا کہ جانبر نہ ہوسکا۔ بعد زخمی ہونے کے سردار مذکور کو اُس کے خیمے میں لے گئے۔ مگر دوسرے دن وہ مرگیا۔

اس کی موت کا مہاراجہ کو اور فوج کو سخت افسوس ہوا۔ یہ سردار پلٹن گورکھا کا کپتان تھا۔ سردار کرم سنگھ کا فقط ایک بیٹا سردار گورمکھ سنگھ تھا۔ اور یہی بیٹا اُس کی کل جاگیر کا مالک ہوا۔ یہ جوان آدمی پہلے کئی سال سے اپنے باپ کے تحت حکم خدمت کرتا رہا تھا۔ اور ٹھیری کی لڑائی میں لڑا تھا۔ جب دیوان موتی رام دوسری دفعہ کشمیر سے واپس بلایا گیا۔ اور دیوان چونی لعل ناظم کشمیر مقرر ہوا۔ تو گورمکھ سنگھ اُس کی مدد کے واسطے کشمیر کو بھیجا گیا تھا۔ اور وہاں وہ دو سال رہا۔ ۱۸۳۶ء میں گورمکھ سنگھ کو ہاٹ بھیجا گیا۔ جہاں اُس نے شجاعت اور خوبی سے خدمت انجام دی۔ مگر اُسی سال کے سنمبر کے مہینہ میں ہیضہ کی بیماری سے اُس نے وفات پائی۔

جوالا سنگھ اپنے باپ کے مرنے کے بعد فقط چار سال کا تھا۔ اور مہاراجا نے اُنکی جاگیر سوائے تین ہزار روپیہ کے ضبط کرلی۔ اور یہ جاگیر تین ہزار روپیہ کی راجہ ہیرا سنگھ کے اہتمام میں رکھی گئی۔ جوالا سنگھ نے خود ۱۸۴۶ء

ہیں ۴۳ سال کی عمر میں دنیا سے کوچ کیا۔ اور ایک بیٹا ارجن سنگھ سات برس کی عمر کا چھوڑا۔ اس کے گزارہ کے واسطے اور خاندان کے لحاظ سے مہاراجہ دلیپ سنگھ نے دو دیہات کھرہی اور لہنیاں بجی ایک ہزار روپیہ کی ارجن سنگھ کے نام واگذار کی۔ اور ضبطی ملک پنجاب کے وقت یہ دونوں دیہات ارجن سنگھ کے حین حیات واگذار ہوئے۔ علاوہ اس کے اڑھائی بیگہ واقع چاہل پرگنہ ترنتارن ضلع امرتسر میں بسبیل علے الدوام واگذار کئے گئے۔

اقوام چاہل کا رئیس ہونا یا ثبوت راجپوتی قوم کا ہر کتاب اور تواریخ سے ثابت ہوتا ہے۔ غرض صاحبان ہر جگہ پر کتاب کو (؟) ایک سو سال سے چھپی ہوئی ہے موجود ہے دیکھ سکتے ہیں۔ اور مؤلف کتاب قصص خدابخش عفا اللہ عنہٗ نادری سرودری اودیسی کی سچائی اور مؤرخ ہونے کی بھی یہی دلیل اور ثبوت ہے۔